ڈاکٹر عتیق احمد جیلانی
ڈاکٹر رفیق احمد

امیر مینائی کی ایک غیر مطبوعہ (اُردو۔فارسی) لغت
''بہارِ ہند''

اُردو۔فارسی لغت نویسی کی تاریخ میں ملاّ عبدالواسع ہانسوی کی تالیف ''غرائب اللغات'' کو باقاعدہ لغت کے طور پر اوّلیت کا شرف حاصل ہے۔ یہ لغت گیارھویں صدی ہجری کے آخر یا بارھویں صدی ہجری کی ابتدا میں مرتب ہوئی، اِسی لغت کو ۱۷۵۰ء (۱۱۶۵ھ) میں ''سراج الدین علی خاں آرزو نے ''نوادرالالفاظ'' کے نام سے تصحیح اور ترمیم کے ساتھ مرتب کیا۔اس لُغت میں اردو الفاظ کی تشریح فارسی زبان میں کی گئی ہے جب کہ عربی و فارسی مترادفات بھی درج کیے گئے ہیں''۔[۱] ۱۷۹۲ء (۱۲۰۷ھ) میں مرزا جان طپش کی لُغت ''شمس البیان فی مصطلحاتِ ہندوستان'' منظرِ عام پر آئی۔یہ ۹۶ صفحات کی مختصر لغت اردو الفاظ و محاورات کی فارسی تشریحات اور اسنادِ اشعار پر مشتمل تھی۔

مولوی اوحدالدین بلگرامی کی ''نفائس اللغات'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو ۱۸۳۷ء میں مدوّن ہو کر ۱۸۴۹ء میں نول کشور لکھنؤ سے شائع ہوئی۔اس لغت میں اردو الفاظ کی تشریح کے بہ جائے عربی فارسی مترادفات درج کیے گئے ہیں اسی طرح سند کے طور پر اردو اشعار کے بہ جائے عربی فارسی اشعار پیش کیے گئے ہیں۔

۱۸۴۴ء میں میر علی اوسط رشکؔ کی ''نفس اللغۃ'' منظرِ عام پر آئی۔اس میں اردو الفاظ کے معنی فارسی زبان میں وضاحت کے ساتھ دیے گئے ہیں تاہم کہیں کہیں انتہائی اختصار سے کام لیا گیا ہے۔یہ ایک نامکمل لغت ہے جس میں صرف ''ت'' تک کے الفاظ ہیں۔اسناد پیش نہیں کی گئیں۔۱۸۴۵ء میں ''منتخب النفائس'' طبع ہو کر سامنے آئی جسے محبوب علی رام پوری نے مدوّن کیا۔اس لُغت میں لفظ کی تشریح کے بہ جائے عربی اور فارسی مترادفات کالموں میں دیے گئے ہیں۔اردو الفاظ کا تلفظ ظاہر کرنے کے بہ جائے عربی الفاظ کے اعراب کی نشان دہی کی گئی ہے۔ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لغت عربی داں حضرات کے فائدے کے لیے ترتیب دی گئی ہے۔[۲]

منشی امیر احمد مینائی (۱۸۲۹ء۔۱۹۰۰ء) اُردو فرہنگ نویسی میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ اِس ضمن میں اُن کی کاوشوں کا ایک معمولی حصّہ ہی اہلِ علم کی نگاہ میں آسکا۔امیر

اللغات کا پہلا حصّہ ۱۸۹۱ء میں مطبع مفید عام آگرہ سے شائع ہوا جس میں صرف الف ممدودہ کے الفاظ ہیں۔ حصّہ دُوّم ۱۸۹۲ء میں اِسی ادارے سے طبع ہوا اور یہ الف مقصورہ کے الفاظ پر مشتمل ہے۔ لُغت کے کُل آٹھ حصّوں میں سے تیسرا حصّہ، ۲۰۱۰ء میں ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے مُرتب کر کے لاہور سے شایع کرایا۔ سید مسعود الحسن ادیب رضوی لکھتے ہیں کہ ''اِس کے بعد سے مسودات غیر مکمل موجود ہیں''، مگر اب اِن منتشر اجزا کا بھی کوئی سراغ نہیں ملتا۔''[۳]

امیر اللغات، لُغت نویسی سے امیرؔ مینائی کی دل چسپی کا واحد مظہر نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اُنھیں قیامِ لکھنؤ کے دوران یعنی نوجوانی ہی میں اِس فن سے رغبت ہو چکی تھی۔ بہارِ ہند کے غیر مطبوعہ اردو دیباچے میں امیرؔ لکھتے ہیں

> ''حمد و نعت کے بعد ذلہ ربای خوانِ سخن صف سفال نشینِ بزمِ زبان دانانِ تازہ و کہن، فقیر حقیر امیر احمد امیرؔ لکھنوی، ننگِ خاندان حضرت زبدۃ العارفین مولانا شاہ مینا زاد اللہ برکاتہم عرض پرداز ہے کہ ہیچ کارہ اُس زمانے سے اساتذۂ کہن کا کفش بردار ہے جس زمانے میں اپنے صغرِ سن کے باعث سفید و سیاہ میں تمیز اور گردشِ لیل و نہار کا امتیاز نہ رکھتا تھا۔۔۔ اب تک کہ پچاس برس کے قریب سن آچکا، وہی تقدیر کا لکھا نامۂ سیاہ کی چشم شوق کو بہ جائے تلاوت ہے۔ ابتدائی عمر سے زبانِ اردو کی اصطلاحات و محاورات فراہم کرتا رہا اور جہاں تک ممکن ہوا اُستادوں کے اشعار بھی نظیر کے لیے فراہم کیے (یہ اِس لیے کہ اِس زبان میں کسی کو اجتہاد کا مرتبہ حاصل نہیں) البتہ جس کی نظیر دست یاب نہ ہوئی ناچار اپنی اور اپنے معاصرین کی تحقیق پر قناعت کی۔۔۔ بہت سے احباب نے اصرار بلیغ فرمایا کہ اِس گنجینۂ فوائد و ذخیرۂ لیاقت کو بہ طور کتاب کے مرتب کرنا چاہیے تاکہ ارباب شوق کے لیے موجبِ افزائشِ تحقیق اور غیر اقلیموں کی زبان اردو سیکھنے والوں کو آسانی تکمیل و تحصیل کا ذریعہ ہو جائے۔''

''بہارِ ہند'' اور ''سرمۂ بصیرت'' کی ترتیب کا کام گو کہ ایک ہی دور میں شروع ہوا مگر سرمۂ بصیرت کی تکمیل پہلے ہوئی۔ ''سرمۂ بصیرت'' کے قلمی نسخے پر تاریخِ تکمیل ۱۰ اکتوبر ۱۸۷۴ء کا اندراج ہے۔ چار جلدوں پر مشتمل یہ اردو۔ فارسی فرہنگ جناب اسرائیل احمد مینائی (نبیرہ امیر مینائی) کے پاس محفوظ ہے مگر ''بہارِ ہند'' کی پہلی جلد (مشتمل بر الف ممدودہ و مقصورہ) کے سوا دیگر اجزا ناپید ہیں۔ ''احسن اللہ ثاقب لکھتے ہیں:

> ''اِس میں اردو مصطلحات و محاورات کو ایک جگہ جمع کیا تھا اور سند میں اساتذہ کا کلام درج کیا تھا۔ اِسی لغت کو وسعت دے کر امیر اللغات کو مبسوط شکل میں لانے کا قصد تھا''[۴]

ہماری رائے میں احسن اللہ ثاقب کا یہ خیال درست نہیں کیوں کہ ''بہارِ ہند'' ذولسانی لُغت ہے اور اِسے غیر اہل زبان خصوصاً فارسی خوانوں کی ضرورت سامنے رکھ کر ترتیب دیا گیا تھا۔

''بہارِ ہند'' سے قبل ہندوستان میں مرتب ہونے والی ذولسانی لغات (اُردو۔فارسی) کا ذکر اِس مضمون کی ابتدا میں ہو چکا ہے یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس نوعیت کے کاموں کی مشکلات اور جامعینِ لغات کے فرائض کا تذکرہ ہو جائے تا کہ امیر کے کارنامے کا درست طور پر احاطہ کیا جا سکے۔اس حوالے سے ڈاکٹر حنیف کیفی رقم طراز ہیں:

> ''ایک ذولسانی لغت (Bilingual Dictionary) کے مرتب کی ذمے داریوں کا دائرہ اور زیادہ وسیع ہو جاتا ہے۔اس کے لیے براہِ راست کم سے کم دو زبانوں کا علم ضروری ہے۔اس کی اوّلین اور بنیادی ضرورت ہی یہ ہوتی ہے کہ وہ ایک زبان کے الفاظ کا ترجمہ وتشریح دوسری زبان کے الفاظ میں کرے۔اس کے لیے یہ لازم آتا ہے کہ نہ صرف بہ یک وقت دو زبانوں کے مزاج اور ان میں استعمال ہونے والے الفاظ کی روح تک اس کی نظر کی رسائی ہو بلکہ ان کے تاریخی ارتقا سے بھی اسے واقفیت حاصل ہو۔ایک زبان کے الفاظ کو دوسری زبان کے الفاظ میں منتقل کرنے کے عمل کو کام یاب اور بامعنی بنانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ نقلِ مکانی کے تمام مسائل و مراحل سے واقفیت کے ساتھ تغیرِ زبانی کے تمام مدارج ومنازل سے آگاہی بھی حاصل ہو۔ورنہ ایک زبان کا مزاج جس کی تشکیل صدیوں کی روایات نے کی ہے، دوسری زبان میں منتقل نہ ہو سکے گا۔ایک زبان کے الفاظ، بالخصوص ان کی ترکیبی (Synthetic) اور محاوراتی (Idiomatic) شکلوں کی دوسری زبان میں منتقلی کے عمل میں سب سے بڑی دشواری زبانوں کی یہی مزاج شناسی اور اُن کی تہذیبی اقدار سے آگاہی ہے۔زبانوں کے مزاج اور ان کے تہذیبی پس منظر سے ناواقفیت ہی کا نتیجہ ہے کہ اکثر و بیشتر ایک زبان کے الفاظ کو دوسری زبان کے الفاظ میں منتقل کرنے کا عمل ایسی صورت اختیار کر لیتا ہے جس سے اصل زبان کی روح بری طرح مجروح ہو جاتی ہے، یہ ایک ایسا کانٹوں بھرا راستا ہے جس پر ایک ذولسانی لغت نویس (Bilingual Lexicographer) کو بڑی احتیاط سے قدم رکھنا اور بہت سنبھل سنبھل کر چلنا ہوتا ہے''۔[۵]

لُغت نویسی ہی کے ضمن میں امیر مینائی کا ایک کارنامہ ''فرہنگِ محاوراتِ اردو'' ہے جو دو حصوں میں تالیف ہوئی ہے اور اس کی تاریخِ اتمام یکم مارچ ۱۸۹۸ء خطی نسخے پر درج ہے۔خوش قسمتی سے اِس کا مسودہ بھی محفوظ ہے۔

اِس وقت ہمارے پیشِ نظر ''بہارِ ہند'' کی جلد اوّل کا قلمی نسخہ ہے جس کا تعارف جناب اسرائیل احمد مینائی کی عنایت اور اجازت سے پیش کیا جا رہا ہے۔

مذکورہ مسودہ ۲۰x۳۲ سینٹی میٹر سائز کے ۳۲۳ صفحات پر مشتمل ہے۔اِس میں الف ممدودہ والف مقصورہ کے اردو الفاظ، محاورات اور اصطلاحات کی فارسی میں توضیح کی گئی ہے۔اردو کے معروف شعرا کے

اشعار بہ طور سند درج ہیں۔ امیر اللغات کے برخلاف اِس فرہنگ میں امیرؔ نے اپنے اشعار بھی جا بہ جا درج کیے ہیں۔ کہیں کہیں جملوں کی صورت میں بھی متعلقہ الفاظ کا استعمال واضح کیا گیا ہے۔ معانی کے ضمن میں کہیں مترادفات کا اندراج ہے اور کہیں باقاعدہ تشریحِ الفاظ سے کام لیا گیا ہے۔ محاوراتِ نسواں اور عوامی روزمرّہ کی وضاحت بھی موجود ہے۔ اندراجات کی کُل تعداد ۱۴۷۱ ہے۔ قدیم دستور کے مطابق علاماتِ اعراب کے بہ جائے تفصیل سے کام لیا گیا ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ تلفظِ الفاظ میں کوئی ابہام باقی نہ رہے۔ الفاظ، تفصیلِ اعراب، معانی اور امثال واسناد کو ایک ہی پیرے میں بہ غیر علاماتِ اوقاف درج کر دیا گیا ہے۔ ایک لفظ کے مختلف معانی کا اندراج بھی اِسی انداز میں ہوا ہے۔ ہم نے متن کو مفید تر بنانے اور استفادے کا دائرہ بڑھانے کے لیے تمام اندراجات کو نوعیت کے لحاظ سے الگ الگ جگہ دی ہے۔ ضرورت کے مطابق قوسین اور علاماتِ اوقاف کا اضافہ بھی کر دیا ہے۔

> ’’آغاز: بنامِ نوا بخش سازِ سخن بر آریم از حمدِ رنگین چمن گلفشانی بہارِ محمدت چمن طراز حدیقہ امکان عندلیبانِ شوخ نوای معانی رنگین و مرغانِ شیریں صدای مضامین دلنشیں را۔۔۔
>
> اختتام: ۱۴۷۱: این کیا معقول بفتح اوّل وتحتانے مخلوط النون ساکن بمعنے چہ خوش و چرا نباشد انشا دہلوے قطعہ۔۔۔ خوبے خلطی کے واہ منہ تو دیکھو‘‘۔

یہ فرہنگ بنیادی طور پر غیر اہلِ زبان، خصوصاً فارسی دانوں کی اردو کے حوالے سے مشکلات پیشِ نظر رکھ کر تالیف کی گئی ہے۔ لیکن اِس کی خوبی یہ ہے کہ اِس سے اہلِ زبان بھی یک ساں طور پر مستفیض ہو سکتے ہیں۔

اب ہم قارئینِ رسالہ ’’تحقیق‘‘ کے لیے ’’بہارِ ہند‘‘ کا ایک حصّہ مرتب و مدوّن شکل میں پیش کرتے ہیں۔ یہ حصّہ ’’فصل الف مقصورہ با حرف واؤ‘‘ کے ۳۲۷، الفاظ، محاورات اور مصطلحات پر مشتمل ہے۔ قابلِ توجہ امر یہ ہے کہ اِس فصل میں ’’واو ملفوظ اور واو غیر ملفوظ‘‘ کو یک جا کر دیا گیا۔ ہم نے قارئین کی سہولت کے لیے واو غیر ملفوظ کی صورت میں متعلقہ لفظ کی جدید املائی حالت بھی ظاہر کر دی ہے۔ کیوں کہ آج کے قارئین حرکات بالحروف کے قاعدے سے مانوس نہیں ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ ’’بہارِ ہند‘‘ کا یہ دستیاب نسخہ منظرِ عام پر آنے سے حضرتِ امیرؔ احمد مینائی کی فرہنگ نویسی اہلِ علم و دانش کی مزید توجہ حاصل کرے گی اور اِس ضمن میں تحقیق کے نئے در وا ہو سکیں گے۔

''بہارِ ہند'' (اردو۔فارسی)

(الفاظ، محاورات اور مصطلحات پر مشتمل ایک نادر فرہنگ)

از

امیر احمد مینائی

فصلِ الف مقصورہ با حرف واو

☆او: (بواو مجہول)

در اُردو حرفِ نداو خطاب است۔ چنانکہ در فارسی ای۔

وزیر لکھنوی:
خوب محشر کرکے برپا یار کو دکھلا دیا
آج، او، رفتارِ جاناں! کارِ فردا ہوگیا

صبا لکھنوی:
نچلا تو رہ کبھی فلکِ پیر چار روز
غمزے کی لے نہ او شترِ بے مہار روز

ناسخ لکھنوی:
نطق ہوگا بند او زاہد! نہ مے خواروں سے بحث
بے صدا ہوجائے گا گنبد تری دستار کا

قلق لکھنوی:
کہتے ہیں سرّ غیب سُن، او پیرِ صومعہ!
بڑ مارتے ہیں جب کہ مریدانِ مے فروش

آتش لکھنوی:
ہم بھی کشتے ترے نیرنگ کے ہیں یاد رہے
او! زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

☆اَوائی اُڑانا: (بفتحتین وتحتانی ثانی کہ درآخر است معروف)

بمعنی مشہور کردن خبرِ آمد آمد کسی باشد۔ زبانِ دہلی است۔

نصیر دہلوی:
اوائی جب اُڑاتی ہے صبا اُس گل کے آنے کی
تو فصلِ گل چمن سے بہرِ استقبال آتی ہے

☆اوبال (اُبال): (باالف وواو غیر ملفوظ وبای موحدہ بالف کشیدہ ولام)

جوشِ اوّل، چیز را گویند کہ از دیگ در حالتِ ابتدائی جوش خوردن بالا آید۔

صبا لکھنوی: مجال ہے ، کوئی طوفاں کو روک سکتا ہے؟
یہ جوشِ عشق ہے ، کچھ دودھ کا اُبال نہیں

بحر لکھنوی: دیگ کی طرح ہے گرم اپنی طبیعت ، اے بحر!
کبھی آتا ہے اُبال اور کبھی جوش مجھے

عاشق لکھنوی: ہے سفید ایسا لہو دُنیا کا بعدِ کوہ کن
آہِ شیریں سے اُبال آیا نہ جوئے شِیر میں

٭☆ اوبالا (اُبالا): (بواو بیان ضمہ و بای موحدہ و لام ہر دو بالف کشیدہ)

طعامِ بی روغن باشد کہ بمریضان دہند۔

یوں تجھے یار نے دعوت میں کھلایا کھانا
جیسے بیمار کو دیتے ہیں اُبالا کھانا

☆ اوبالنا (اُبالنا): مصدر ست بمعنی جوش دادن۔

٭☆ اوبٹنا (اُبٹنا): (بواو غیر ملفوظہ و بای موحدہ مفتوح و تای ثقیلہ ساکن و نون بالف کشیدہ)

(الف) چیزی را گویند کہ شعیر را خوشبو نمودہ اردش بر بدن خصوصاً بر جسمِ عروس می مالند تا در بدنش عطریت پیدا شود۔

(ب) و بعضی آنرا اوبٹن (اُبٹن) بواو غیر ملفوظہ و موحدہ ساکن و تای ثقیلہ مفتوح و نون گویند و فصحای متاخر آنرا بغیر الف و واو بٹنا میگویند۔

اوبسنا (اُبسنا): (بواو غیر ملفوظہ و بای موحدہ مفتوح و سین مہملہ ساکن و نون بالف کشیدہ)

متغیر شدن چیزی از مزۂ اصلی و پیدا شدن عفونتی در آن۔

لموٗلفہ: پائی نہ مَیں نے دولتِ دُنیا ، ترس گیا
آخر کو رکھے رکھّے یہ کھانا اُبس گیا

☆ اوبکانا (اُبکانا): (بواو غیر ملفوظہ و بای موحدہ ساکن و کاف عربی و نون ہر دو بالف کشیدہ)

(الف) مصدر است بمعنی تہوّع۔

(ب) واوبکائی (اُبکائی)، (بہمزہ بصورت تحتانی و تحتانی ثانی معروف)

حاصل بالمصدر و مستعمل ہمین است۔

لمؤلفہ: فراقِ یار میں کس کو شرابِ ناب بھاتی ہے
جو کوئی نام لیتا ہے مجھے اُبکائی آتی ہے

☆اوبلنا(اُبلنا): (بواو غیر ملفوظہ و موحدہ مفتوح و لام ساکن و نون بالف کشیدہ)

(الف) بمعنی بجوش آمدن۔

اسیر لکھنوی: سوزشِ دل میں نہ نکلے گی دہن سے مرے اُف
آنچ ہو لاکھ کڑی ، دیگ اُبلنے کی نہیں

(ب) واوبل آنا(اُبل آنا) ہم بہمین معنی۔

ناسخ لکھنوی: جس حسیں کو دیکھتا ہوں مَیں اُبل آتے ہیں اشک
میری آنکھوں میں ہے عالم معدنِ سیماب کا

(ج) واوبل جانا واوبل پڑنا واوبل چلنا (اُبل) ہمہ مستعمل۔

لمؤلفہ: اے دل! بھرے تو بیٹھے ہی تھے سب اُبل پڑے
کانٹوں نے لی جو نوک کی چھالوں کے سامنے

آتش لکھنوی: ساقی! معاف رکھ مجھے ساغر کشی سے تو
مے کیا وہ دودھ ہے کہ جو بہہ کر اُبل چلے

☆اوبھارنا(اُبھارنا): (الف) مصدر است بمعنی برانگیختہ گردانیدن کسی باقدام کاری۔

صبا لکھنوی: یقینِ مفسدہ ہے عشقِ مہ و شاں سے ہمیں
اُبھارتا ہے، بھڑا دے گا آسماں سے ہمیں

سحر لکھنوی: رندو ، چلو! اُبھار کے زاہد کو لے چلیں
نوروز ہے وہ کھیل رہے ہیں گلی میں رنگ

قلق لکھنوی در مثنوی طلسم الفت: دیکھو کیا جال مارتی ہوں مَیں
ماں کو اُس کی اُبھارتی ہوں مَیں

آتش لکھنوی: ایمائے ناز ہے یہی اُس شاہِ حسن کو
چینِ جبیں کو قتلِ جہاں پر اُبھاریے

(ب) وبمعنی بلند کردن و برآوردن۔

قلقؔ لکھنوی:

سرِ پستاں سے نہ آئینہ عارض ٹکرائے
سینہ اتنا نہ دمِ رقص اُبھارا کیجے

منیؔر:

پڑی ہے ساتھ ہی سر جنگ اک موجِ حوادث کی
حبابوں نے جب اِس بحرِ جہاں میں سر اُبھارا ہے

(ج) واُبھرنا مصدر لازم۔

اسیرؔ لکھنوی:

ڈوب کر چاہِ زنخ داں میں نہ اُبھرا کوئی
ہے عجب طرح کا اِس کنڈ میں گہرا پانی

آتشؔ لکھنوی:

تصور سے ترے روحیں رہا کرتی ہیں لہروں میں
ہوا بھر کر تری سر میں حبابِ بحر اُبھرتے ہیں

صباؔ لکھنوی:

رکھے ظرف کیا کوئی کم مایہ ہوکر
حباب آبِ دُر میں اُبھرتا نہیں ہے

کیفؔ لکھنوی:

عجائب سیر دکھلاتی ہے تاثیرِ نمو ہم کو
بہار آتے ہی دل کے داغ سینے سے اُبھرتے ہیں

(د) واُبھار حاصل مصدر متعدی۔

اسیرؔ لکھنوی:

مر گئے قاتل جو دیکھا تیرے سینے کا اُبھار
کام انگیا کی کٹوری نے کِیا تلوار کا

صباؔ لکھنوی:

روپ پر ہے یار کا باغِ جوانی ، دیکھنا
کیا شگوفہ لائے سینے کا اُبھار اب کے برس

لمؤلفہ:

جوبن اُبھار پر ہے چمن میں نہ جایئے
بادِ صبا لگائے گی چوری انار کی

☆ او بھار (اُبھار) کے دن: کنایہ از زمانۂ آغازِ شباب۔

اسیرؔ لکھنوی:

اب وہ آتے چلے ہیں جوبن پر
چشمِ بددُور ، ہیں اُبھار کے دن

☆اوبھری (اُبھری) ہوئی گات: (بواو غیر ملفوظ و موحدہ مخلوط الہا ساکن و رای مہملہ تحتانی معروف)

کنایہ از برآمدگی پستان باشد۔

بحر لکھنوی در واسوخت: گات اُبھری ہوئی پیوند کا عالم دکھلائے
نارِ پستاں کا مزا سیب ذقن میں آجائے

☆اوبے: (بواو مجہول و بای موحدہ و تحتانی مجہول)

(الف) کلمۂ خطاب است بہ نسبت ادنا ہنگام زجر و تنبیہ۔

(ب) و بیای معروف چاہی را گویند کہ برای گرفتار کردن پیلان در صحرا کندہ خسپوش میسازند۔

لمؤلفہ: دامِ آفت میں نہیں پھنستے جو ہیں آتش مزاج
خوف اوبی کا نہیں ہے فیلِ آتش باز کو

☆اوپ: (بواو مجہول و بای فارسی در آخر)

بہ معنی تاب و درخشانی۔

بحر لکھنوی: کیا ضیائے حسن سے جھمکا ثریا ہوگیا
اوپ کانوں سے ہوئی ایسی، گھر اختر ہوگیا

☆اوپاڑنا: (اُپاڑنا): (بضم الف و واو غیر ملفوظ و بای عجمی بالف کشیدہ و رای ہندی ساکن)

(الف) بہ معنی برکندن موی وغیرہ۔ محاورۂ دہلی ست۔

سودا دہلوی: ہم آپ سے کچھ شیخ کو کہتے نہیں ورنہ
داڑھی کو پکڑ لیجے تو کیا پشم اُپاڑے

(ب) در لکھنو بجایش اوکہاڑنا (اُکھاڑنا) گویند۔ اما در بعضی از محاورات مستعمل است، چنانکہ کھل اُپھاڑ کہ بہ معنی پوست کندن باشد۔

جان صاحب لکھنوی در ریختی: لہلوٹ کھل اُپھاڑ کے پالے پڑی ہوں مَیں
دم کیوں نہ اُلجھے ------

☆اوپچ (اُپج): (بواو غیر ملفوظ و بای فارسی مفتوح و جیم عربی)

(الف) باصطلاحِ مغنیان بمعنی لحن باشد۔

بحرؔ لکھنوی: جنوں پھر رنگ لایا چاہتا ہے دشت گردی میں
ہر اک جھنکار اُپج جنگلے کی ہے سن لے سلاسل سے

(ب) واوپج (اُپج) کی لینا، عبارت از افزایشِ لحن در نغمہ باشد کہ از پستی بسوی بلندی روند۔

میاں مصحفیؔ: لی اک اُپج کی لے جو حدی خواں نے نجد میں
لیلا کی طرح آگیا ناقہ بھی وجد میں

برقؔ لکھنوی: اُپج کی لے رہا ہے رعد نالہ عاشقانہ ہے
اِسی شوری کا ٹپا بلبلوں کا ہر ترانہ ہے

(ج) در نگین دہلوی اُپج لینا گفتہ۔

رفتہ رفتہ یہ فلک سے بھی لگا جانے پرے
روز لیتا ہے اُپج نالۂ شب گیر نئی

(د) و نیز بمعنی سخنی جدید گفتن و کاری تازہ کردن ہم آید کہ فراتر از پایہ باشد۔ چنانکہ گویند ''زید اُپج کی لیتا ہے''، یعنی سخنی میگوید یا کاری میکند کہ بالاتر از مرتبۂ اوست۔

☆ اوپجنا (اُپجنا): (بواو غیر ملفوظہ و بای فارسی مفتوح و جیم عربی ساکن و نون بالف کشیدہ)
شے ناشدن، امری از دل و لحنِ جدید از نغمہ۔

مصحفیؔ: اے مصحفیؔ! درد کا ادب کر
اپجے ہے جو کچھ، سو مار جی میں

قلقؔ لکھنوی: دائرہ اور چکارا بجتا ہے
بے سرے ایک اک اُپجتا ہے

☆ اوپچی: (بواو مجہول و بای فارسی ساکن و جیم فارسی و تحتانی معروف)
کسی را گویند کہ سلاح بکثرت زیب تن کردہ باشد۔

لمؤلفہ: نیزہ بھی، تیر بھی، تلوار بھی لایا قاتل
اوپچی بن کے، مرے قتل کو آیا قاتل

☆ اوُپر: (بواو معروف و بای فارسی مفتوح و رای مہملہ در آخر)
(الف) بمعنی بر و بالا۔

آتش لکھنوی: شک ہے کمر یار کے اوُپر رگِ جاں کا
کیسی رگِ گُل ، رشتۂ باریک کہاں کا
ناسخ لکھنوی: زبس واژوں ہے اپنا کوکب بخت
زمیں اوپر ہے ، نیچے آسماں ہے
لموٗلفہ: پسِ مُردن یہ بخشی ہم کو رفعت خاک ساری نے
چُھپے ہیں خاک کے نیچے ، گئے افلاک کے اوُپر

(ب) باید دانست کہ جای کہ مقابلہ اوپر بالفظ نیچے باشد ہمین لفظ اوپر آوردن ضروراست واگراین مقابلہ نباشد فصحا بجایش لفظ پر آوردن اولا دانند، چنانکہ۔

ناسخ لکھنوی گفتہ: جائے جراح کہ اب نامہ بر آپہنچا ہے
بدلے پھاے کے رکھوں داغِ جگر پر کاغذ

(ج) وتحقیق آن درلغت بر یعنی حرف بای خواہد آمد۔

☆اوُپر اوُپر جانا: بمعنی بالا بالا رفتن وکنایہ از نرسانیدن ضرر ونہ واقع شدن مفسدہ۔

میر تقی مغفور دہلوی: شرم آلودہ تیری آنکھیں خاک میں ہم کو ملائیں گی ☆
کیا یہ نگاہیں نیچی نیچی اوُپر اوُپر جائیں گی
لموٗلفہ: نیچی نظروں سے مجھے آخر لگے وہ دیکھنے
اوُپر اوُپر جاتی ہیں آہوں کی تاثیریں کہیں

☆اوپر دھری: (بدال مہملہ مخلوط بہا وراى مہملہ وتحتانی معروف)
بمعنی بالا بندی یعنی تہمت۔ محاورہ زنان است۔

ہم کو معلوم اُن کی گھاتیں ہیں
یہ تو اوُپر دھری کی باتیں ہیں

☆اوُپر کے دم بھرنا: بمعنی قریب بمرگ رسیدن۔

نکہت دہلوی: جب دم بہ دم رقیب کا دم وہ صنم بھرے
بیمارِ عشق کیوں کہ نہ اوُپر کا دم بھرے

☆ بے وزن

حسنؔ دہلوی: زبس اُس کو تھا اوپر آنے کا غم
کہے تو کہ بھرتا تھا اوُپر کے دم

☆اوُپر اوُپر مزے لوٗٹنا: مخفی از دیگران بالا بالا لطف برداشتن ولذّت گرفتن۔
میر حسنؔ دہلوی: الگ ہم سے یوں رہنا اور چھوٹنا
یہ اوُپر ہی اوُپر مزے لوٗٹنا

☆اوُپر والا: کنایہ از ہلال باشد۔محاورۂ بیگمات است۔
انشاؔ دہلوی درریختی: جب تلک آئے نہ گھر میں مرے باہر والا
اے ددا ، نوج! دکھائی پڑے اوُپر والا

☆اوُپر والیاں: کنایہ از زغن ہا باشد۔بمحاورۂ بیگمات۔

☆اوُپری بات: (بتحتانی معروف)
سخنِ بالا را گویند کہ از اصل مطلب زاید وبیگانہ باشد۔
بحرؔ لکھنوی: اوُپری بات ہے کیا چاند کہوں میں اُس کو
یار خورشید ہے ، آئینہ قمر اُس کا ہے

☆اوُپری دل سے: (تحتانی اوّل معروف وثانی مجہول)
ضد،تہہ دل باشد یعنی اینکار واین سخن از دل تعلق ندارد۔
عاشقؔ لکھنوی: کہتے ہیں تم کو جو مہِ کامل
چاہتے ہیں وہ اوُپری دل سے

☆اوپلا (اُپلا): (بواو بیانِ ضمہ وبای فارسی ساکن ولام بالف کشیدہ)
سرکین خشک شدہ گاو میش وغیرہ باشد کہ آنرا در دیگ دان می سوزند و بجای ہیمہ بکار آرند۔
درہجو دیوشاعرے گفتہ: تھے عجب ہونٹ اُس ستم گر کے
موٹے اُپلے ہوں جیسے گوبر کے

☆اوپنی: (بواو مجہول وبای فارسی ساکن ونون بتحتانی معروف)
سنگ فسان باشد۔

☆اوپی (اُپی) ہوئی: (بواو غیر ملفوظ و بای فارسی و تحتانی معروف)

تیغ وغیرہ فسان دیدہ و تیز کردہ شدہ۔

اسیرؔ لکھنوی: چڑھے مُنہ پر جو اُس کے کوئی، کیا مُنہ!
کھنچا خنجر، اُپی تلوار ہے دل

☆اوت: (بواو معروف)

بیوقوف و نادان را گویند۔

سوداؔ دہلوی در ہجوِ طبیب: لا تو سریدے کو تو اب میرے پوت
کھول تو قانون کو اے بھڑوے اوت

محاورۂ قدما بودہ است۔ اکنون کمتر بر زبان میرود۔

☆اوتار: (بالف مفتوح و واو ساکن و فوقانی بالف کشیدہ و رای مہملہ)

(الف) لغت بھاکاست، بمعنی اکابر کہ ہنود آنہارا صاحبِ قدرتِ کاملہ میدانند۔

انشاؔ دہلوی: یہ جو مہنت بیٹھے ہیں رادھا کے کنڈ پر
اوتار بن کے گرتے ہیں پریوں کے جھنڈ پر

(ب) و بواو غیر ملفوظ وقتِ زوالِ نشہ، حاصل مصدر اوتارنا (اُتارنا)۔

قلقؔ لکھنوی: چڑھے گا جس پہ یہ جن، جان لے کے اُترے گا
نہیں ہے نشۂ الفت اُتار سے واقف

(ج) و بمعنی پستی، بمقابلہ بلندی۔

لمؤلفہ: زمیں میں گڑ کر گئے فلک پر
چڑھاؤ اپنے اُتار میں ہے

(د) و در دہلی بمعنی زنِ بدکار و آوارہ باشد۔

شاہ نصیرؔ دہلوی: محتسب! دُختِ رز ہے ایک اوتار
اِس کو دُرّے تو برگِ تاک کے مار

(ہ) و در متقدمین بمعنی قدر ہم استعمال یافتہ۔

میر حسنؔ دہلوی: سنگھاروں میں گو سب سے ہے یہ اُتار
یہ کہتی ہیں چوٹی کا اُس کو سنگھار

☆اوتارا (اُتارا): (بواو بیان ضمہ)۔ (الف) عبارت از عبور دریا۔

عاشق لکھنوی: رووٴں دریا کے کنارے اگر اے بحرِ صفا!
ایک بھی آٹھ پہر میں یہ اُتارا ہوگا

اسیر لکھنوی: کشتی کا سہارا نہ یہاں پُل کا بھروسا
دریاے محبت سے ہے دُشوار اُتارا

(ب) وماضی است از اُتارنا۔

اسیر لکھنوی: کام آگئی کیا کشتیِ مے ، قلزم غم میں
ساقی! ہمیں اِس پار سے اُس پار اُتارا

(ج) وہم کنایہ از تصدّق وغیرہ باشد کہ عزیمت خوانان برای دفع آسیب چیزہای چند مہیا کردہ و عزیمت خواندہ زیرِ زمین دفن کنند یا بجای بگذارند۔

بحر لکھنوی: تیرے میدان میں رُستم کی حقیقت کیا ہے
ذرّہ بن جائے گا مریخ اُتارا ہوکر

☆اُتار چڑھاؤ: (بجیم فارسی مفتوح ورای ثقیلہ مخلوط بہا با لف کشیدہ وہمزہ بصورت واو) پستی وبلندی را گویند۔

نصیر دہلوی: نصیر صورتِ کشتی یہ بحرِ دُنیا ہے
رہے ہے اِس پہ جو مخلوق کو اُتار چڑھاؤ

سرور دہلوی: مثالِ کوزہ دلاّب چرخِ دولابی
ہر ایک شخص کو دکھلائے ہے اُتار چڑھاؤ

جرأت: ہم آئے گھر میں تو جا بیٹھے بام پر تم ، آہ!
لگا جو دل تو دکھانے لگے اُتار چڑھاؤ

حقیقت دہلوی: منزلِ عشق میں ہیں ایسے اُتار اور چڑھاؤ
جوں نظر پست و بلند آئے ہے کہسار کی راہ

☆اوتارنا (اُتارنا): (بواو غیر ملفوظہ)

(الف): بمعنی فرود آوردن چیزی از جای بلند۔

اسیرؔ لکھنوی: مر مر گئے ہم ایسے کہ تربت ہی میں اُترے
کمرے سے جو اُس نے سر بازار اُتارا

(ب) وفرود آوردن چیزی در چیزی۔

اسیرؔ لکھنوی: واعظ نہ ہُوا معتقدِ پیرِ مغاں کب
شیشے میں پری ، جن کو کئی بار اُتارا

(ج) وبمعنی جدا ساختن لباس وزیور وغیرہ۔

اسیرؔ لکھنوی: اُس طفل نے منت کے نہیں طوق بڑھائے
گردن سے مری طوقِ گراں بار اُتارا

لمؤلفہ: یک رنگ تھے وہ ہم کہ دورنگی نہ کی پسند
پہنا کفن تو جامۂ ہستی اُتار کے

(د) وبمعنی پرواز برداشتن۔ چنانکہ گویند نقشہ اُتارا۔

لمؤلفہ: یوسف کی اصل پوچھیے نقاشِ دہر سے
بھیجا تھا میرے یار کا نقشہ اُتار کے

(ہ) وبمعنی دفن کردن وفرود آوردن میت درقبر۔

کیفؔ لکھنوی: قبر میں مجھ کو اُتارا تھا بہت چپکے سے
ہوگئی جلد فرشتوں کو خبر ، کیا باعث

(و) بمعنی لباس از بدن کسی جدا ساختن۔

قلقؔ لکھنوی: دیکھا وہاں بھی تجھ کو جو پہنے ہوئے حریر
زاہد! اُتار لوں گا میں حلّہ بہشت کا

(ز) ونیز کسی را از مرکب فرود آوردن۔

قلقؔ لکھنوی، بدیں معنی: لاکھ فقروں سے اُتروا لیتے تجھ کو ، کیا کریں
راہ میں ڈولی تری ، اے پردہ در! ملتی نہیں

(ح) وبمعنی صدقہ کردن۔ چنانکہ گویند ''کبوتر سر سے اُتار کے چھوڑ دو''۔

لمؤلفہ: گلشن سے بُلبلوں کو اُڑاتا ہے باغ باں
صدقے اُتر رہے ہیں عروسِ بہار کے

(ط) و مارُ اتارنا، بمعنی فنا کردن و قتل نمودن باشد۔

اسیرؔ لکھنوی: آخر نہ اسیرِ الفتِ کاکل میں بچی جان
کیا کہیے اِس افعی نے ہمیں مار اُتارا

☆ اوتاولا (اُتاوَلا): (واو غیر ملفوظہ و فوقانی بالف کشیدہ و ہمزہ بصورت واو ساکن و لام بالف کشیدہ) کسی را گویند کہ در مزاجش تعجیل در کار باشد۔ زبانِ دہلی است۔

☆ اوتّر (اُتّر): (بواو بیان ضمہ و فوقانی مشدّد مفتوح و رای مہملہ در آخر) جانبِ شمال را گویند۔

ناسخؔ لکھنوی: پچھّم اور اُتّر کے کونے سے چلی آتی ہے روز
بوے زلفِ یار ، لے لے کر ہوائے لکھنؤ

☆ اوترا شحنہ مردک نام: کنایہ است از آنکہ ز پایۂ خود فرومی افتد، و فری باو نہند و حقیرش شمارند۔
مومن خان دہلوی، مادۂ تاریخ معزولیِ شحنہ:

سب نے کہا ، جب چھوٹا کام
اُترا شحنہ مردک نام

مگر لفظ اوترا را بغیر واو (اُترا) نوشتہ، مادۂ تاریخ بر آوردہ اند

☆ اوترانا (اُترانا): (بواو بیان ضمہ و فوقانی ساکن و رای مہملہ بالف کشیدہ و نون بالف کشیدہ) از تہ آب بالا بر آمدن۔ زبان غیر فصیح است۔ اہلِ شہر و فصحا در این محل بغیر الف بکسر تای قرشت و سکون رای مہملہ، ترنا میگویند

ناسخؔ لکھنوی: جو تیرے دشت میں ، مجنوں! کبھی مَیں روؤں گا
ترے گا خیمۂ لیلا حباب کے بدلے

☆ اوترنا (اُترنا): (الف) بدریا در آمدن۔

عاشقؔ لکھنوی: چڑھا آتا ہے یہ پانی ، ہزاروں ڈوبے جاتے ہیں
وہ اُترے ہیں نہانے کو، عجب دریا میں ہل چل ہے

(ب) و فرود آمدن از بالا بپایین۔

آتشؔ لکھنوی: کس طرح .... نہ تجھ پر فلک چارم سے
تیری کشتی کی زیارت کو مسیحا اُترا

(ج) وکم شدن۔

اسیرؔ لکھنوی: سخت جانی نے مری، کی مرے قاتل سے کڑی
.... خنجر اُترا

(د) وزایل شدن۔

آتشؔ لکھنوی: وصل کے بعد نہ کس طرح سے ہو رنجِ فراق
دردِ سر ہوتا ہے جب نشۂ صہبا اُترا

(ہ) وکنایہ از بی رونق شدن۔ چنانکہ مُنہ اُترنا۔

آتشؔ لکھنوی: حالِ مجنوں تو نہیں نوع دگر دیکھا کچھ
سارباں! آج ہے کیوں چہرۂ لیلا اُترا

(و) وبیجا شدن عضوی از جای خود۔ چنانکہ پہنچا اُترنا وشانہ اُترنا۔

عاشقؔ لکھنوی: حد سے زیادہ لطفِ نزاکت گذر گیا
کنگھی اُٹھائی ہاتھ میں، شانہ اُتر گیا

(ز) وعبور کردن از آب۔ چنانکہ دریا سے پار اُترنا۔

ناسخؔ لکھنوی: اُتر جاؤں ابھی دریاے غم سے وہ اگر چاہے
مَیں کشتی جانتا ہوں یار کی تیغِ جہازی کو

(ح) وفرو رفتن چیزی در چیزی۔

صباؔ لکھنوی: ابرو سے ایک طفلِ حسیں نے کِیا ہلاک
کھایا وہ نیمچہ کہ جگر تک اُتر گیا

اسیرؔ لکھنوی: کی جو تعریف خطِ سبز کی بولے وہ اسیرؔ
زہر کا گھونٹ گلے سے ترے کیوں کر اُترا

(ط) وفرو کش شدن بمقامی۔ چنانکہ سرا میں اُترنا۔

ناسخؔ لکھنوی: راہ رو روز اُترتے ہی چلے جاتے ہیں
کبھی مجھ کو نظر آئی نہ یہ منزل خالی

لمؤلفہ: جائے قیام منزلِ ہستی نہ تھی امیرؔ
اُترے تھے ہم سرا میں کہ کوسِ سفر بجا!

(ی) وبرآمات از مطالبۂ کسی۔ چنانکہ تقاضا اُترا۔

آتش لکھنوی: سر سے بارِ سرِ آمادۂ سودا اُترا
شکر ہے خنجرِ قاتل کا تقاضا اُترا

(ک) وبرداشتہ شدن پرداز۔ چنانکہ نقشہ اُترنا، خاکا اترنا ونقل اُترنا۔

لموٗلفہ: یوسف کی اصل پوچھیے نقاشِ دہر سے
بھیجا تھا میرے یار کا نقشہ اُتار کے

(ل) وبمعنی یکسان ماندن، کسی کا کسی سے برابر اُترنا۔

اسیر لکھنوی: نیک و بد دونوں کو یک ساں مری آنکھیں سمجھیں
آہن و زر اِنھی پلّوں میں برابر اترا

(م) وبمعنی جُدا شُدن۔

اسیر لکھنوی: ترے دیوانے کو اے سرو! بہت رشک آیا
طوق جب گردنِ قمری سے نہ مر کر اُترا

(ن) وبمعنی پیدا شدن وحاصل شدن۔

اسیر لکھنوی، مثال ہر دو معنی: مثل طفلی کے جوانی میں بھی بھوکے نہ رہے
شیر مادر کی طرح رزقِ مقدر اُترا

(س) وبمعنی افتادن۔ چنانکہ آنکھ سے اُترنا یا نظر سے اُترنا کہ بمعنی حاصلش بی وقار شدن باشد۔

آتش لکھنوی: اِس قدر اپنے یمِ اشک نے کی موج زنی
آخرِ کار نظر سے مری دریا اُترا

(ع) وبمعنی کم بودن در مرتبہ وصفات۔

رشک لکھنوی: قسم اوّل نور تیرے عارضِ تاباں میں ہے
اُس سے کم سورج میں ہے، اُس سے اُتر کے چاند میں

(ف) وبمعنی بریدہ شدن۔

شعور لکھنوی: خبر لے دامنِ پُر خوں کی اپنے ، غم نہ کھا اُس کا
وبالِ گردنِ عاشق تھا سر ، اے تیغ زن! اُترا

(ص) بمعنی تصدّق دادہ شدن۔

شعورؔ لکھنوی: مقرر طشت پُر زر ہے ، جسے خورشید کہتے ہیں
تصدّق کس رفیع القدر کا چرخِ کہن اُترا

☆اوترن (اُترن): (بواو غیر ملفوظہ وفوقانی ساکن ورای مہملہ مفتوح ونون ساکن)
لباس را گویند کہ از بدن دور کردہ باشند۔

بحرؔ لکھنوی: ہاتھ آئے اُس کا اُترن بھی اگر خورشید کو
خلعتِ نوُر اپنا بدلے یار کی پوشاک سے

☆اوترنگ (اُترنگ): (بواو بیان ضمہ وفوقانی ساکن ورای مہملہ مفتوح ونون غنہ وکاف فارسی)
چوب بالائی کہ درمقابلِ چوبِ زیرین باشد۔

☆اوتر (اُتر) ہری: (بواو غیر ملفوظ وفوقانی ساکن ورای مہملہ وہای ہوز ساکن ورای مہملہ وتحتانی معروف)
بادِشمال را گویند۔

☆اوتری (اُتری) ہوئی پاپوش: کنایہ از چیز ردی وبیکار، قابلِ احتراز باشد۔ زیرا کہ پاپوش را کہ خراب و بیکار شدہ باشد دور از پا می کنند۔

آتشؔ لکھنوی، مصرع: باندھنا مضمونِ غیر ، اُتری ہوئی پاپوش ہے

☆اوتری (اُتری) ہوئی کمان: کنایہ از کم شدن رونق وقوت۔

اسیرؔ لکھنوی: دیکھے وہ شوخ کیا قدِ خم گشتہ کو مرے
اُتری کمان بھی کوئی چڑھتی ہے دھیان پر

☆اوتم (اُتّم) گانا مدھم بجانا: (بواو بیانِ ضمہ وتای فوقانی مشدّد ومفتوح ومیم وکاف فارسی ونون ہر دو بالف کشیدہ ومیم مفتوح ودال مہملہ مشدّد ومفتوح مخلوط التلفظ بہای ہوز ومیم وبای موحدہ مفتوح وجیم تازی ونون ہر دو بالف کشیدہ)
محاورہ ایست بمعنی کار اعتدال کردن وتجاوز نمودن از حد مناسب۔

☆اوتنا (اُتنا): (بواو بیانِ ضمہ وفوقانی ساکن ونون بالف کشیدہ)
بمعنی ہمانقدر۔

ناسخ لکھنوی: جس قدر نشہ زیادہ ، اُتنی ہے سر گشتگی
ایک صورت پر ازل سے صورتِ افلاک ہے

☆اوتھلا (اُتھلا): (بواو بیانِ ضمہ وفوقانی ساکن وہای مخلوط ولام بالف کشیدہ)
ظرفی وچیزی کہ عمق کم داشتہ باشد۔

☆اوٹ: (بواو مجہول وفوقانی ثقیلہ)۔(الف) عموماً بمعنی پردہ وحجاب۔

اسیر لکھنوی: شوق غالب ہے تو جلدی توڑ ، اے تیرِ نگاہ!
آئنے کی اوٹ ، کیا دیوار ہے فولاد کی

آتش لکھنوی: ٹٹی کی اوٹ میں وہ کیا کرتے ہیں شکار
مُنہ کو چُھپائے رکھتے ہیں اپنے نقاب میں

بحر لکھنوی: بے شرم کو نہیں کسی پردے میں پردگی
جس کو حجاب ہے اُسے دامن بھی اوٹ ہے

برق لکھنوی: دیکھ سکتا ہے بھلا کون بشر بے پردہ
اوٹ تم پردۂ عارض کی لگا دیتے ہو

میر حسن دہلوی در مثنوی: دوپٹے کو کرنا کبھی مُنہ کی اوٹ
کہ پردے میں ہوجائے دل لوٹ پوٹ

(ب) وچار چوب را کہ مثلِ حلقۂ چار گوشہ ساختہ جامہ برآن دوختہ برای حجابِ نظر اندا ختن ہای کل استادہ نمایند، آنرا اوٹ گویند خصوصاً۔

رشک لکھنوی: اوٹ کی ، پردے کی، دروازے کی ، دیوار کی آڑ
کتنے رکھتا ہے وہ سامان حیا کے ، گھر میں

بے خود لکھنوی در مثنوی جلوۂ اختر: نہ کس طرح دل بلبلوں کا ہو لوٹ
عروسِ چمن نے لگایا ہے اوٹ

☆اوٗٹ پٹانگ: (بواو معروف وفوقانی ثقیلہ وبای فارسی مفتوح وفوقانی ثقیلہ بالف کشیدہ ونون غنہ وکاف فارسی)
سخن وکارِ بیہودہ ومہمل را گویند وہم کنایہ از مرد یاوہ باشد۔
میر دہلوی: میں نے ہی اِس غزل کو سہل کیا
قافیے ہی تھے اِس کے اوٗٹ پٹانگ

☆اوٹکر (اُٹکّر) لیس: (بواو بیانِ ضمہ وتای ہندی مفتوح وکاف عربی مشدد مفتوح ورای مہملہ ساکن ولام مفتوح وتحتانی ساکن وسین مہملہ)
فعلی وقولی کہ از روشِ سلامت واستواری دور بود وعلاقہ از مقصود نداشتہ باشد۔
خوش نہیں آتیں یہ گھاتیں آپ کی
ہیں اُٹکّر لیس باتیں آپ کی

☆اوٹنا: (بواو مجہول)
جدا کردن پنبہ دانہ بود از پنبہ بذریعہ چرخی کہ آلہ باشد برای ہمین کار واوٹانا واوٹوانا متعدی آن باشد، اوّل متعدی بیک مفعول وثانی بدو مفعول۔

☆اوٹنگا (اُٹنگا): (بواو بیانِ ضمہ وفوقانی ثقیلہ مفتوح ونون غنہ وکاف فارسی بالف کشیدہ)
زیرِ جامہ را گویند کہ کوتاہ باشد۔
انشا دہلوی: چشم بدور، شیخ جی صاحب!
کیا ازار آپ کی اوٹنگی ہے

☆اوٹھا (اُٹھا) بیٹھی: بمعنی قیام وقعود کسی کہ زود زود برخیزد ونشیند، میگویند کہ کیا اُٹھا بیٹھی کر رہا ہے۔

☆اوٹھا (اُٹھا) دینا: برخاست گردانیدن ونیز چیزی را برداشتہ حوالہ کردن بکسی۔
صبا لکھنوی: غیروں نے آستانِ صنم سے اُٹھا دیا
ٹکرائیں چل کے سر درِ بیت الحرام سے

☆اوٹھار کہنا (اُٹھا رکھنا): کنایہ از موقوف داشتن باشد، سخنی یا چیزی را۔
شاعرے گوید: دیکھ کر خورشید کانپا ابروے خم دار کو
بس اُٹھا رکھ طاق پر، اے ماہ! اب تلوار کو

☆اوٹہا (اُٹھا) کے پٹکنا: برداشتہ بر زمین زدن و بعضی اُچھال کے پٹکنا ہم گفتہ اند۔

ناسخ لکھنوی: ہر صاحبِ خزانہ کو ہے اوج ہی زوال
پٹکے نہ کیوں اُچھال کے فوارہ آب کو

☆اوٹہا (اُٹھا) لینا: بمعنی برداشتن۔

صبا لکھنوی: اب بھی کہو کہ خاک کشش عشق میں نہیں
کیوں ، بزمِ غیر سے تمھیں کیسا اُٹھالیا!

☆اوٹہا (اُٹھا) مارنا: بمعنی مغلوب کردن کسی را در کشتی و معرکہ۔ محاورۂ دہلی است و در لکھنو بجایش اُٹھا کر دے مارنا گویند۔

ظفر شاہ دہلوی: کسے تھا پاسِ عزّت اے ظفر مستی کے عالم میں
جہاں چاہا اُسے ...... جہاں چاہا اُٹھا مارا

☆اوٹہان (اُٹھان): (بتای ثقیلہ وہای مخلوط بالف کشیدہ ونون در آخر معلنہ)
کنایہ از نشو و نما باشد در انسان و نباتات و عبارت از ارتفاع باشد در کاغذِ بادی۔

☆اوٹہانا (اُٹھانا): (الف) بمعنی برداشتن۔

لمؤلفہ: کہتے ہیں تجھ گدا کو وہ کوچے میں دیکھ کر
للہ جان چھوڑیے ، بستر اُٹھایئے

(ب) وبصرف در آوردن زر۔

لمؤلفہ: پروا نہ کیجیے کہ ہے رزّاق اور خلق
تھوڑا بہت جو کچھ ہو میسّر اُٹھایئے

(ج) وبمعنی تحمل۔

لمؤلفہ: وہ کیا اُٹھائے ہجر میں صدمے ملال کے
جس ناتواں سے لطف نہ اُٹھیں وصال کے

(د) وبلند کردن چون دیوار اُٹھانا و مانند آن۔

لمؤلفہ: آؤں میں پاس آپ کے گھر پھاند کر ضرور
دیوار کیا جو سدِ سکندر اُٹھایئے

(ہ) وبمعنی برپا کردن چون فساد اُٹھانا و کنایہ از دفن کردن چون جنازہ اُٹھانا۔

غالبؔ دہلوی: زندگی میں تو وہ محفل سے اُٹھا دیتے تھے
دیکھوں اب مرگئے پر کون اُٹھاتا ہے مجھے

لمؤلفہ: مردے پہ میرے آئے تو بولا یہ اُن سے یار
کس کا جنازہ ہے یہ سمجھ کر اُٹھایئے

(و) وبمعنی محو ساختن، چون حرف اُٹھانا۔

قلقؔ لکھنوی: صفحۂ دل سے خیالِ غیر ، اے جانِ جہاں!
صوٗرتِ حرفِ غلط مجھ کو اُٹھانا چاہیے

☆ اوٹہائی (اُٹھائی) گیرا: (بفوقانی ثقیلہ مفتوح مخلوط بہا بالف کشیدہ وہمزہ بصورتِ تحتانی وتحتانی معروف وکاف فارسی وتحتانی معروف ورای مہملہ بالف کشیدہ)

کسی را گویند کہ چیزہای مردم بسہل دزدیدہ برد۔

میر تقی دہلوی: اُس راہ زن سے مل کر دل کیوں نہ کھو کے بیٹھیں
انداز و ناز اُچکا ، غمزہ اُٹھائی گیرا

شعورؔ لکھنوی: طراز عشقِ خوٗباں ، دل لے گیا چُرا کر
پہلو میں لگ رہا تھا گویا اُٹھائی گیرا

☆ اوٹہہ بہاگنا (اُٹھ بھاگنا): (بفوقانی ثقیلہ ساکن وہای مخلوطہ)

بیتابانہ برخاستہ گریختن۔

آتشؔ لکھنوی: جوشِ وحشت میں جو اُکتا کے کبھی اُٹھ بھاگا
سیکڑوں کوس غزالوں نے نہ پایا مجھ کو

☆ اوٹہتا (اُٹھتا) جوبن: کنایہ از آغازِ زمانہ شباب۔

قلقؔ لکھنوی در مثنوی: مستِ صہباے غمزہ و انداز
اُٹھتا جوبن شباب کا آغاز

☆اوٹہتی اوٹہتی (اُٹھتے اُٹھتے): (الف) کنایہ از وقت برخاست۔ چنانکہ گویند ''اُٹھتے اُٹھتے گر پڑے''۔

اسیر لکھنوی: شرمِ تکلیفِ احبّا سے گھٹا میں اِس قدر
اُٹھتے اُٹھتے دوش پر خالی جنازہ ہوگیا

(ب) وبمعنی تا زمانِ برخاست۔

ناسخ لکھنوی: رات ہوجائے یقیناً مجھے اُٹھتے اُٹھتے
حالتِ ضعف میں کوئی جو پکارے دن کو

(ج) واین محاورہ مختص باین فعل نیست بلکہ اکثری از افعال ہمچنین بتکرار مستعمل میشوند۔ چنانکہ گویند'' کہتے کہتے رُک گئے''، یعنی وقتِ تکلم زبان بند شد وقس علیٰ ہذا وگاہی این تکرار مفید معنی کثرت می باشد، چنانکہ ''جاگتے جاگتے تھک گئے'' وگاہی افادہ معنی قلّت میکند، چنانکہ گویند ''دیکھتے دیکھتے غائب ہوگیا''۔

رشک لکھنوی: دیدہ سمندر سے سوا ہوگیا ☆
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہوگیا

یعنی باندک دیدن چہا شد

☆اوٹہتی بیٹہتی (اُٹھتے بیٹھتے): (بتحتانی اوّل وثالث مجھول)

(الف) بمعنی افتان وخیزان وبمعنی ہر وقت۔

لموٗلفہ، مثال ہر دو معنی بہر دو مصرع: سب جلو میں آپ کے آتے ہیں اُٹھتے بیٹھے
اک مجھی پر آپ جھنجھلاتے ہیں اُٹھتے بیٹھتے

(ب) وبمعنی نشستن وبرخاستن۔

لموٗلفہ: نوجوانی ہی میں باقی ہے اُنھیں اتنا حجاب
کوئی بیٹھا ہو تو شرماتے ہیں اُٹھتے بیٹھتے

☆وٹہتی (اُٹھتی) پینٹھ: وقت تمامی وبرخاست بازار باشد۔

بحر لکھنوی: خریداری کسی کی کیجیے دُنیائے فانی میں
یہ اُٹھتی پینٹھ ہے، جو، بَن پڑے سودا، غنیمت ہے

☆ بے وزن

☆اوٹھتی (اُٹھتی) جوانی: عبارت از آغازِ شباب۔

جرأت:
اِس اُٹھتی جوانی پہ یہ اُبھرا ہُوا سینہ
کیا گات ہے، کیا گات ہے، کیا گات ہے واللہ!

نکہت دہلوی:
جان آ جاتی ہے صورت تیری ، جانی! دیکھ کر
جی ہی بیٹھا جائے ہے اُٹھتی جوانی دیکھ کر

☆اوٹھتی (اُٹھتے) چلے جانا: کنایہ از جاری بودن سلسلۂ مرگ بود۔

ناسخ لکھنوی:
دم بہ دم اُٹھتے چلے جاتے ہیں لوگ
دہر گویا بزم برہم خوردہ ہے

☆اوٹھتی (اُٹھتی) کوپل: (بواو بیانِ ضمہ و تای ثقیلہ ساکن مخلوط بہای ہوز و فوقانی و تحتانی معروف و کاف عربی و واو مجہول و بای فارسی مفتوح و لام)

کنایہ آغازِ جوانی کہ ہنوز شباب بحدِ کمالِ خود نرسیدہ باشد۔

جرأت:
بوٹا سا ہے قد اُس کا اور چال میں چھل بل ہے
ہو کیوں نہ بہار اُس پر اُٹھتی ہوئی کوپل ہے

بحر لکھنوی:
بہارِ حُسن ہے اُس گل بدن پر ، اُٹھتی کوپل ہے
جو گل دستہ ہے قد، پھولوں کی ڈالی مُنہ پر آنچل ہے

اوٹھہ (اُٹھ) جانا: (الف) کنایہ از مردن و معدوم شدن۔

اسیر لکھنوی:
اُٹھ گیا مَیں کیا جہاں سے آدمیت اُٹھ گئی
خاکِ آدم میرے ماتم میں اُڑانا چاہیے

ناسخ لکھنوی:
پہلے اپنے عہد سے ، افسوس! سودا اُٹھ گیا
کس سے مانگیں جاکے ناسخ! اِس غزل کی داد ہم

قلق لکھنوی در مثنوی:
بے طلب بانٹتا تھا وہ زر و مال
اُٹھ گئی تھی جہاں سے رسمِ سوال

شعور لکھنوی:
جامِ جم جمشید سے ، آئینہ اسکندر سے ہے
اُٹھ گئے ہیں لوگ کیا کیا عالمِ ایجاد سے

لمؤلفہ: قطارِ مور جس جا دیکھتا ہوں ، یہ سمجھتا ہوں
سلیماں اُٹھ گئے ، شاید یہ صف ہے اُن کے ماتم کی

(ب) وکنایہ از کتخدا شدن فرزند۔

قلق لکھنوی در مثنوی: گر مرے سامنے یہ اُٹھ جائیں
اپنے گھر بار والے کہلائیں

☆اوٹھلّو (اُٹھلّو): (فوقانی ثقیلہ وہای مخلوطہ ولام مشدّد وواو معروف)
شخصی را گویند کہ بمجرد نشستن، تہیہ برخاستہ رفتن عادتش بود، وکاری باستقلال نماید محاورہ فصحا نیست۔

☆اوٹہنا (اُٹھنا): (بفوقانی ثقیلہ زدہ مخلوطہ بہاو نون بالف کشیدہ)

(الف) بمعنی برخاستن۔

اسیر لکھنوی: دیکھیے کون اب بچے ، کس کا سفینہ غرق ہو
اُس کی تیغ آب دار اُٹھی ہے طوفاں کی طرف

(ب) وبمعنی رسیدن بحدِ کمال، چنانکہ گویند ''یہ سرکہ خوب اُٹھا''

شاعرے گفتہ: بے سوزِ الم عشق میں لذت نہیں ہوتی
کھائے نہ کڑی دھوپ تو سرکہ نہیں اُٹھتا

(ج) وگاہی مفید معنی حصولِ کیفیت می باشد۔ چنانکہ گویند ''رات محفل میں بڑا مزا اُٹھا''۔

اسیر لکھنوی: جب تک کہ درِ باغ سے درباں نہ اُٹھے گا
کچھ لطف تماشاے گلستاں نہ اُٹھے گا

(د) وگاہی افادہ معنی تحمل میکند۔ چنانکہ گویند ''ہم سے یہ صدمہ نہ اُٹھے گا''۔

سحر لکھنوی: فرقت میں لیے بیٹھے ہیں ہیرے کی انگوٹھی
نیچے ہوں رقیبوں سے ، یہ صدمہ نہیں اُٹھتا

(ہ) وہمچنیں مفید معنی بلند شدن و برپا شدن وصرف شدن میشود۔ چنانکہ گویند ''آج گز بھر دیوار اٹھی''۔

لمؤلفہ: جو ایک دم کو بھی غرفے میں آپ آ بیٹھے
ہجومِ خلق سے دیوار اُٹھ گئی در پر

(و) ''دُنیا فتنہ اُٹھا''۔

لمؤلفہ: قیامت کے چلن، سب کو ..... دکھاتا ہے
ہزاروں فتنے اٹھتے ہیں جہاں تو بیٹھ جاتا ہے

(ز) وکنایہ از مشخص شدن قیمت باشد۔

قلق لکھنوی: دیکھیے کتنے خریدار ہیں ، کیا اُٹھتا ہے
جنسِ دل بھیج کے بکوانی ہے بازاروں میں

(ح) وبمعنی بیدار شدن از خوابِ غفلت۔

اسیر لکھنوی: سزاوار پیری میں غفلت نہیں
اُٹھو سونے والو! سحر ہوگئی

(ط) وبمعنی برخاستہ خاطر شدن۔

سحر لکھنوی درمصرعِ اوّل: احباب کی صحبت سے دل اپنا نہ اُٹھے گا
ٹکڑی کا کبوتر ہے یہ تنہا نہ اُٹھے گا

(ی) وبمعنی پرواز آمدن، درمصرعِ ثانی شعرِ سحر موجود۔

☆ اوٹھو (اُٹھو): سونے والو: برای تنبیہِ خوابیدگانِ خوابِ غفلت برزبان آرند۔

اسیر لکھنوی: سزاوار پیری میں غفلت نہیں
اُٹھو سونے والو سحر ہوگئی

☆ اوٹھی (اُٹھی) ہوئی: (بواو بیانِ ضمہ وفوقانی ثقیلہ مذکور مشدّ د مخلوط بہاو ہر دو تحتانی معروف)
صفت مادہ سگ وغیرہ باشد، درحالتی کہ اومست گشتہ خواہشِ جفت شدن سازد۔

☆ اوجاڑنا (اُجاڑنا): (بجیم عربی بالف کشیدہ وبرای ہندی رسیدہ ونون بالف کشیدہ)۔

(الف) مصدر بمعنی ویران کردن۔

اسیر لکھنوی: قفس آباد کر صیاد اگر آباد کرنا ہو
چمن سے آشیاں بلبل کا گل چیں نے اُجاڑا ہے

ناسخ لکھنوی کرچکی ہے تیری رفتار ایک عالم کو خراب
شہرِ خاموشاں کو بھی چل کر اُجاڑا چاہیے

صبا لکھنوی: سرو کو اے سروِ خوش قد خوب جھاڑا چاہیے
قمریوں کا گلشنِ ہستی اُجاڑا چاہیے

(ب) واُجاڑ، حاصل این مصدر است بمعنی ویران ویرانہ۔

آتش لکھنوی: لاشے اُٹھوا کر نہ کر اِس کو بھی اے قاتل! اُجاڑ
ہے فقط آباد اک گنجِ شہیداں رہ گیا

کیف لکھنوی: بڑے اُجاڑ میں تھا اِس فقیر کا تکیہ
گذر اُدھر کو کوئی بادشاہ کیا کرتا

☆ وجاگر (اُجاگر): (بجیم عربی بالف کشیدہ وکاف فارسی مفتوح ورای مہملہ)۔

(الف) بمعنی روشن و پرنور۔

جرأت: خانۂ دل ہو اُجاگر کیوں نہ جلوے سے ترے
تو ہے انساں، یا ہے غلماں، یا پری، یا حوُر ہے

(ب) وبیشتر این لفظ صفتِ مکان وشہروزمین واقع میشود۔ فاما اکنون برزبانِ فصحا کم است۔

☆ اوجالنا (اُجالنا): (بجیم بالف کشیدہ ولام ساکن ونون بالف کشیدہ)

بمعنی جلا دادن طلا ونقرہ وغیرہ باشد۔

کرتی ہے کام بادِ صبا بھی اُتار کا
زیور اُجالتی ہے عروسِ بہار کا

☆ اوجالا (اُجالا): (بجیم ولام ہر دو بالف کشیدہ)۔

(الف) بمعنی روشنی۔

آتش لکھنوی: رُخ و زلف پر جان کھویا کیا
اندھیرے اُجالے میں رویا کِیا

(ب) وبعضی از شعرای اوجیالا (اُجیالا) ہم گفتہ اند۔ چنانکہ بحر درین بیتِ نعت۔

زیادہ روضۂ رضواں سے اُجیالا ہے روضے میں
فلک ہے قمقمہ، خورشید شعلہ شمعِ مرقد کا

اکنون اکثری از اساتذہ سوای اُجالا، اُجیالا نگویند۔

☆ اَوج پر آنا: (الف) بترقی دولت رسیدن و رونق یافتن۔

رشک لکھنوی: اوج پر آیا ہے اِس مرتبہ گانا اُن کا
---اب وہ اُڑانے لگے ہیں باتوں میں

(ب) واوج ہونا ہم بہمین معنی۔

ناسخ لکھنوی: ایک ساعت بھی زمانے میں ہُوا ہم کو نہ اَوج
آسماں پر کیا ہمارے بخت کا اختر نہیں

☆ اوجَڈ (اُجڈ): (بجیم مفتوح ودال ثقیلہ) بمعنی شخصی کہ از سلامتِ طبع بیگانہ باشد و افعال واقوالش اُستواری نداشتہ باشد۔

☆ اوجڑا (اُجڑا): (بجیم ساکن ورای ثقیلہ بالف کشیدہ)

(الف) بمعنی مکانِ ویران۔

لمؤلفہ: نہ پوچھو حال دل کا ، میری آہِ بے اثر دیکھو
درختِ بے ثمر ہے یہ اُسی اُجڑے گلستاں کا

(ب) ودر محاورۂ زنان مردی را گویند کہ تحجن وتحقّرِ او منظور باشد۔ واُجڑی برای تانیث است۔

☆ اوجڑنا (اُجڑنا): (بجیم عربی مفتوحِ ورای ہندی ساکن)

مصدر است بمعنی ویران شُدن۔

بحر لکھنوی: ہم ناقصوں کے دور میں کامل ہوئے تو کیا
اُجڑے ہوئے علاقے کے عامل ہوئے تو کیا

سحر لکھنوی: رواجِ مے کی کیفیت نہ پوچھو دورِ ساقی میں
اُجڑنا مدرسہ تھا ، مے کدہ آباد ہونا تھا

☆ اوجڑے گانو (اُجڑے گاؤں) سے ناتا کیا: (بتحتانی ہای مجہول)

مثل است مشہور، وعبارت ازان است کہ از شخصِ بے مایہ ومفلوک، ہیچکس متعرض نمیشود یا اینکہ موضعی وجای کہ ویران میگردد در آنجا مسکن نمیکنند۔

بحر لکھنوی: مثل ہے، بلبلو! کیا اُجڑے گاؤں سے ناتا
اب آشیانہ اُٹھاؤ ، بہار دیکھ چکے

☆اوجلا (اُجلا): (بجیم عربی ساکن ولام بالف کشیدہ)

(الف) بمعنی صاف وسفید وروشن۔

عاشق لکھنوی:

خاک پیری میں کروں اُجلے کفن کی خواہش
آج تک داغِ جوانی کا ہے دھبّا دل میں

ہلال لکھنوی: بند مخمس

کس سے کہیے کس ستم کی چاندنی آتی ہے یاد
شام تک کس صبح دم کی چاندنی آتی ہے یاد
اُجلے چٹے مکھڑے چمکی چاندنی آتی ہے یاد
کیا شبِ وصلِ صنم کی چاندنی آتی ہے یاد

میر حسن دہلوی:

وہ اُجلا سا میداں ، چمکتی تھی ریت
اُگا نور سے چاند تاروں کا کھیت

(ب) ودر محاورۂ زنانِ محل گازر را گویند، واُجلی بتحتانی معروف زن گازر را خوانند۔

(ج) وبمعنی آراستہ وشفاف وصاف ہم مستعمل۔

☆اوجلا (اُجلا) ہونا: بلباس صاف وپاک متلبّس بودن۔

بحر لکھنوی:

جب تک اپنے میلے کپڑے ہیں، جہاں اندھیر ہے
جب کہ ہم اُجلے ہوئے عالم میں اُجیالا ہُوا

☆اوجھ: (بواو مجہول وجیم عربی ساکن وہای مخلوط التلفظ)

شکنبہ را گویند۔

☆اوجھا: (بواو مجہول وجیم عربی بہای مخلوط بالف کشیدہ)

طایفہ از فقرای ہنود کہ بیشتری ساحرازان می باشند۔

☆اَوجھڑ: (بالف مفتوح وواو ساکن وجیم مفتوح وہای مخلوطہ ورای ثقیلہ)

(الف) ضربِ سپر را گویند تا حریف نتواند حملہ آورد۔

(ب) واوجھڑ مارنا واوجھڑ دینا عبارت است از سپر بر سر زدن ہنگامِ جنگ۔

لمؤلفہ در قصیدہ:

جسم تھرائے یہ رُستم کا ، گرے ہاتھ سے گرز
سپرِ عزم کی دے وہ جو وغا میں اوجھڑ

(ج) واو جھر لگنا ہم مستعمل۔

شعورؔ لکھنوی: خدنگِ نالہ پھر آیا فلک سے ٹکرا کر
مگر لگی سپرِ ماہ تاب کی اوجھڑ

☆اوجھڑی: (بواو مجہول وجیم تازی ساکن ورای ثقیلہ وہای معروف۔)

رودہ وغیرہ احشای اندرونی بہایم را گویند۔

شاعرے درصفتِ سامانِ دعوت: ایک سے ایک چیز بڑھ کر ہے
اوجھڑی قورمے سے بہ تر ہے

☆اوجھل: (بواو مجہول وفتح جیم وہای مخلوط ولام)

بمعنی چیزی کہ نظر بینندہ درحجاب وخفا باشد۔

ناسخؔ لکھنوی: کوئی دم اوجھل نہ ہو نظروں سے، اے خورشید رؤ!
بعد مدت آج میری چشم تر کھاتی ہے دھوپ

لمؤلفہ: پٹ کی اوجھل سے قیامت ہے اشارے کرنا
قہر ہے بیٹھ کے کھڑکی میں نظارے کرنا

عاشقؔ لکھنوی: رقیبوں کو ہے لطفِ زیست، وہ صحبت میں داخل ہیں
تمھارے آگے مُردوں میں ہے جو آنکھوں سے اوجھل ہے

☆اَوج ہونا: (بفتح اوّل وسکون واو) بمرتبۂ اعلیٰ رسیدن۔

اسیرؔ لکھنوی: کیا سُبک روحوں کے آگے ہو گراں جانوں کو اَوج
بیٹھ جاتا ہے اگر گرتا ہے پتھر آب میں

☆اوجیالا (اُجیالا): (بواو بیانِ ضمہ وجیم ساکن وتحتانی ولام ہر دو بالف کشیدہ) بمعنی روشنی۔ زبانِ قدیم، اکنون قلیل الاستعمال است واُجالا، مستعمل وفصیح۔ چنانکہ تحقیق آن درلغت اوجالا (اُجالا) گذشت۔

☆اوچاپت (اُچاپت): (بواو بیانِ ضمہ وجیم فارسی بالف کشیدہ وبای فارسی مفتوح وتای قرشت درآخر) اجناس وغیرہ کہ از دکانداری بالمرہ ومتفرق گرفتہ باشند۔ آنرا اُچاپت میگویند۔ چنانکہ گویند کہ ''فلانے کے گھر میں رام سہاے کی دکان سے اُچاپت اُٹھتی ہے''۔

☆اوچاٹ (اُچاٹ) ہونا: (بجیم فارسی مفتوح بالف کشیدہ وفوقانی ثقیلہ)

بمعنی بیزار و برخاستہ خاطر شدن۔

آتش لکھنوی: چوٹ سی لگتی ہے، دل جنگل سے ہوتا ہے اُچاٹ
سنگِ طفلاں کرتے ہیں مجھ کو اشارے شہر سے

بحر لکھنوی: کدھر جاؤں، کہاں بیٹھوں، اُچاٹ ایسی طبیعت ہے
نہ گھر میں دل بہلتا ہے نہ جی لگتا ہے محفل میں

☆اوچٹنا (اُچٹنا): (بجیم فارسی مفتوح وفوقانی ثقیلہ ساکن)

(الف) بمعنی برخاستہ دل شدن وزایل شدن کیفیت نومی وغیرہ دفعتہً۔

وزیر لکھنوی: بولا وہ، سن کے شب مری بے تابیوں کا حال
کیسی یہ داستاں تھی، مری نیند اُچٹ گئی

(ب) ونیز چیزی کہ برشے صلب مثل سنگ وغیرہ رسیدہ، باز جدا شود، آنرا ہم اُچٹ جانا میگویند۔

بحر لکھنوی: اُس کا نہ دل بڑھا تو لہو میرا گھٹ گیا
مَیں کٹ گیا جو نیچہ اُس کا اُچٹ گیا

☆اوچکا (اُچکّا): (بجیم فارسی مفتوح وکاف عربی مشدّد بالف کشیدہ)

شخصی را گویند کہ مالِ مردم را در روز روشن ومجمعِ مردم بکمال چالاکی چنان بیغما برد کہ حاضران عبیند ومتحیّر مانند۔

میر تقی دہلوی: اُس راہ زن سے مل کر دل کیوں کہ کھو نہ بیٹھیں
انداز و ناز اُچکا، غمزہ اُٹھائی گیرا

☆اوچکانا (اُچکانا): (جیم فارسی ساکن وکاف تازی ونون ہر دو بالف کشیدہ)

بمعنی بلند کردن۔

☆اوچک (اُچک) پھاند: (بجیم فارسی مفتوح وکاف عربی ساکن وبای فارسی مفتوح مخلوط بہا بالف کشیدہ ونون غنہ ودال مہملہ)

بمعنی جست وخیز ودر لکھنؤ بجایش اُچھل پھاند واُچھل کود داشت۔

شاعرے گوید: صوفی ہیں مگر غزال معبود
کرتے ہیں جو چال میں اُچھل کود

☆اوچکنا (اُچکنا): (بجیم فارسی مفتوح وکاف عربی ساکن ونون بالف کشیدہ)۔
(الف) مصدر راست، بمعنی جست کردن۔
آتش لکھنوی: یہی رہا ذقنِ یار دیکھ کر افسوس
اُچک کے گرتے ہم اُس میں، اگر کنواں ہوتا
(ب) وکنایہ از بُردن چیزی بچالاکی۔
رنگین دہلوی درریختی: چھٹی کے بعد یہ ڈھویا مری کا چھن جولائی ہے
ندیدے ہو جیا تم، بیچ میں سے جو اُچکتے ہو

☆اوچلا چال: (بجیم فارسی ساکن ولام بالف کشیدہ وجیم فارسی بالف کشیدہ ولام)
کسی کہ از غایت شوخی وشرارتِ طبع بیک وضع ویک جا قرار نداشتہ باشد۔ محاورۂ زنان است۔
درریختی: شوخیاں اے بُوا! ہیں تم میں کمال
ایسی دیکھی نہیں ہے اوچلا چال

☆اوچھا: (بواو مجہول وجیم فارسی باہای مخلوط بالف کشیدہ)
(الف) شخصِ کم ظرف کہ سخنِ دراز راضبط نتواند کرد، مانند احسان کردن وبرزبانش آوردن وامثال آن۔
بات پچتی نہیں ہے تم میں، واہ!
کتنے اوچھے ہو تم، معاذ اللہ!
(ب) واگر بتشدید جیم فارسی خوانند کلمہ باشد کہ عوام ہنگامِ نشاط برزبان آرند۔

☆اوچھا زخم: (بجیم فارسی مخلوط بہا بالف کشیدہ)۔
(الف) زخمی کہ غار وعمیق نبود۔
آتش لکھنوی: کچھ جو غیرت ہے تو اوسفّاک! اِک وار اور بھی
زخم اوچھے ہنستے ہیں مُنہ پر تری تلوار کے
(ب) واوچھا وار، بمعنی ضربِ سبک از تیغ باشد۔
لمؤلفہ: نہ چھیڑ اے زخم، قاتل کو، جو اوچھے وار پڑتے ہیں
جو کچھ ہنسنا ہے ہنس لے، پھر تو رونا ہے لہو برسوں

☆اوچہال (اُچھال): (بواو بیانِ ضمّہ وجیم فارسی مخلوط بہا بالف کشیدہ ولام)
حاصل مصدر و نیز امر است از اُچھالنا کہ بمعنی جہانیدن و بر ہوا افگندن است۔

☆اوچہالا (اُچھالا): رسنے باشد کہ در پایہ زینہ وسقفِ مکان بندند تا باستعانش بالا برآیند و از زینہ بزیر نیفتند۔

☆اوچہال چہکا (اُچھال چھکّا): (بجیم فارسی مفتوح وہای مخلوط و کاف عربی مشدّد بالف کشیدہ)
زنی را گویند کہ از شوخی قرار نداشتہ باشد و بحرکاتِ شرارت آمیز محوِ بازیہا ماند۔ محاورۂ زنان است۔

ریختی:
دل کسی سے مقرّر اٹکا ہے
اری تو ایک اُچھال چھکا ہے

☆اوچہالنا (اُچھالنا): (مخلوط الہا بالف کشیدہ، بلام رسیدہ ونون بالف کشیدہ)
بر جہانیدن و بر ہوا افگندن۔

سحر لکھنوی:
کمرِ یار جو مستی میں نہ ہاتھ آجاتی
دلِ بے تاب نے مجھ کو بھی اُچھالا ہوتا

ناسخ لکھنوی:
ہر صاحبِ خزانہ کو ہے اوج ہی زوال
ٹپکے نہ کیوں اُچھال کے فوارہ آب کو

☆اوچہل (اُچھل) پڑنا: (بجیم فارسی مفتوح وہای مخلوطہ)
بمعنی دفعۃً برجستن و دہلہ خوردن بسبب خوف و غمی باشد و یا بوجہ سرور و شنیدن خبرِ نشاط۔

بحر لکھنوی:
نالہ کیا تھا میں نے بہت روک روک کر
بجلی اُچھل پڑی جگرِ ابر پھٹ گیا

اسیر لکھنوی:
دیکھے جو اے صنم! تری محرم نماز میں
حوا اُچھل پڑے قدِ آدم نماز میں

☆اوچہلنا (اُچھلنا): برجستن۔

میاں مصحفی:
اِک تیر میں اُچھلا ترا نخچیر ہَوا پر
ڈرتا ہُوں نہ اُڑ جائے کہیں تیر ہُوا پر

لمؤلفہ: بدقت بحرِ غم سے کشتیِ جانِ حزیں نکلی
کبھی بیٹھی ، کبھی اُچھلی ، کہیں ڈوبی ، کہیں نکلی

☆اوچھن پوچھن: (بہر دو واو مجہول و ہر دو جیم فارسی و ہر دو ہای مخلوطہ و بای فارسی)
بقیہ طعام را گویند کہ ظرف بدان آلودہ ماند و ازان بر آوردہ شود۔

لمؤلفہ: نعمتوں سے جو ہے معمور ارم کا گلشن
خوانِ نعت کا تری یہ بھی ہے اوچھن پوچھن

☆اوچھے سے پیت نہ کیجے: (اوچھے، بواو مجہول و جیم فارسی مخلوط بہا و تحتانی مجہول، و پیت، بہای فارسی و تحتانی معروف و فوقانی)
تنبیہ است با آنکہ کسی راز و اسرار را حفظ نتواند نمود، با او اخلاص مکن۔

ہر طرح سے ہارے ، نہیں جیت
اوچھے سے نہ کیجیے کبھی پیت

☆اوداس (اُداس): (بواو بیانِ ضمہ و دال مہملہ بالف کشیدہ و سین مہملہ)
(الف) بمعنی افسردہ۔

بحر لکھنوی: یاروں میں خاک بیٹھیے ، کیا بات کیجیے
کہنے میں دل نہیں ہے ، طبیعت اُداس ہے

لمؤلفہ: قفس میں آج بہت بے حواس ہے بُلبل
گلوں کی خیر ہو ، یارب! اُداس ہے بُلبل

(ب) وکنایہ از بی رونقیِ مکان، رنگ وغیرہ باشد۔ چنانکہ گویند "شہر اُداس یا گھر اُداس ہے یا اس دوپٹے کا رنگ اُداس ہے"۔

☆اودا: (بواو معروف و دال مہملہ بالف کشیدہ)
رنگی باشد از الوان و جامہ و چیزی کہ ملوّن بدان رنگ باشد آنرا نیز گویند۔

اسیر لکھنوی: صیاد لطفِ ابرِ چمن قید میں اُٹھے
اودا ہو رنگ میرے قفس کے غلاف کا

☆اوداسی (اُداسی) برسنا: (اُداسی بتحتانی معروف)
کیفیتی باشد کہ بعدِ زوال سروری وفرحی بر طبیعت طاری شود و بہمین سبب افسردگی از در و دیوار و آسمان و زمین ظاہر میشود کہ آنرا اُداسی چھانا نیز میگویند۔

لموٴلفہ: کیوں برستی ہے اُداسی ، اے صبا!
کون کل رُخصت ہُوا گل زار سے

آتش لکھنوی: گیا وہ ماہ جو صبحِ شبِ وصل اپنے گھر میں سے
اُداسی برسی ہے بام و در و دیوار پر کیا کیا

لموٴلفہ: بند آنکھوں کی دکانیں ہوگئیں ہنگامِ مرگ
آخرِ شب کیا اُداسی چھاگئی بازار پر

☆اوداہٹ (اُداہٹ): (بواو بیانِ ضمہ و دال مہملہ بالف کشیدہ وہای ہوز مفتوح وفوقانی ثقیلہ)
رنگی باشد۔

ناسخ لکھنوی: کبود رنگ ہے مسّی کا ، تیرے ہونٹ ہیں لال
ملیں جو دونوں تو پیدا نہ کیوں اُداہٹ ہو

☆اودماد (اُدماد): (بواو غیر ملفوظہ و دال مہملہ ساکن و میم بالف کشیدہ و دال مہملہ در آخر)
(الف) مستیِ حسن وشباب گویند۔ محاورۂ زنان است۔

رنگین دہلوی: جوے شیر پہاڑوں میں سے لانے جو فرہاد لگا ☆
شیریں نے خسرو سے کہا ، اِس کو بھی اودماد لگا

(ب) ودر لکھنوٴ بجای دال آخر فوقانی گویند۔

حکیم نواب مرزا لکھنوی در مثنوی: بات مجھ کو نہیں یہ خوش آتی
ایسی بندی نہیں ہے اودماتی

ظاہرا ہنگامِ اتصال، تحتانی نسبت دالِ آخر را بتا بدل میکنند۔

☆اودھ: (بفتحتین و دال مہملہ مخلوط بہای ساکن)
نام مقامی ست قریب فیض آباد متعلقہ شہر لکھنوٴ۔

لموٴلفہ: زلف و رُخِ جاناں کا کہے کیا کوئی عالم
وہ شامِ اودھ ہے تو یہ ہے صبحِ بنارس

☆ بے وزن

☆اودھار(اُدھار): (بواو بیانِ ضمہ ودال مہملہ مفتوح مخلوط بہا با الف کشیدہ ورای مہملہ)
(الف) بمعنی قرض، وام واُدھار دینا، قرض دادن بدیگری واُدھار لینا، قرض گرفتن باشد واُدھار مانگنا، قرض طلب کردن بود واُدھار کھانا قرض گرفتہ بصرف آوردن۔

ذوقؔ دہلوی:
لے وام ، داغِ دل سے مرے ، سوزش آفتاب
وعدے پہ روزِ حشر کے پر کون اُدھار دے

غالبؔ دہلوی:
آپ کا بندہ اور پھروں بے کار
آپ کا نوکر اور کھاؤں اُدھار

(ب) وکنایہ باشد از بیان اصرار بر اقدام کاری۔
خرید لیں کسی یوسف کو جان بیچ کے آج
اِسی پہ حضرتِ دل ہیں اُدھار کھائے ہوئے

☆اودھر(اُدھر): (بواو بیانِ ضمہ ودال مہملہ مفتوح وہای مخلوطہ ورای مہملہ)
(الف) بمعنی آنطرف۔

ناسخؔ لکھنوی:
اِدھر آئی گئی اُدھر شبِ وصل
نہیں آتی نظر مجھے شبِ وصل

اسیرؔ لکھنوی:
اُدھر اُس نے کی کوئی اُلفت کی بات
اِدھر میرے دل کو خبر ہوگئی

آتشؔ لکھنوی:
غرورِ عشق زیادہ غرورِ حُسن سے ہے
اِدھر تو آنکھ پھری ، دم اُدھر روانہ ہُوا

وزیرؔ لکھنوی:
بیٹھنا کیسا ، اِدھر آیا ، اُدھر راہی ہُو
دن جو ہو تو مختصر ، شب جو ہو تو کوتاہ ہوا ☆

(ب) ومتقدمین دہلوی آنرا بواو معروف گفتہ اند۔

میر حسن دہلوی در مثنوی:
زمیں نؤر کی آسماں نؤر کا
جدھر دیکھو اودھر سماں نؤر کا

اکنون متروک است۔

☆بے وزن

☆اودہڑنا(اُدھڑنا): (بواو بیانِ ضمہ و دال مہملہ مفتوح وہای مخلوطہ و رای ثقیلہ)

(الف) باز شدن دوخت جامہ و چرم و بخیہ زخم وغیرہ۔

شعورؔ لکھنوی: واشد ہے بسکہ ہم کو تری ضربِ تیغ سے
بخیہ تمام زخم بدن کا اُدھڑ گیا

(ب) و دور شدن پوست از جسم۔

کیفؔ لکھنوی: جنوں میں میرے لیے بند بند کوڑا تھا
نہ پھاڑتا جو قبا کو بدن اُدھڑ جاتا

(ج) و کنایہ از تباہ و زیر بار شدن۔

اسیرؔ لکھنوی: بھلا ہوا ترے زخمی جو میہماں نہ ہوئے
عبث غریب رفوگر اُدھڑ گیا ہوتا

(د) و اُدھیڑنا، و اُدھڑوانا، متعدی۔

لمؤلفہ: آمد ہے فصلِ گُل کی ، جلدی امیرؔ! اُدھیڑو
ٹانکے جو زخمِ دل میں دو چار رہ گئے ہیں

آتشؔ لکھنوی: آئی بہار ، گل نے قبا اپنی چاک کی
بخیہ جو پیرہن میں ہے اُس کو اُدھیڑیے

(ہ) وآنکہ میگویند "فلاں شخص نے فلاں شخص کو اُدھیڑ ڈالا" بمعنی آنست کہ بسیار سخت و سست گفت و بالزام ہای کثیرہ تجل ساخت۔ درین معنی مجاز است۔

اللہ نہ ڈالے اُس کے پالے
باتوں ہی میں اُدھیڑ ڈالے

☆اودہلنا(اُدھلنا): (بواو غیر ملفوظہ و دال مہملہ مخلوط الہا مفتوح و لام ساکن و نون بالف کشیدہ)

از خود رفتہ شدن۔ مستعملہ قدماست۔

سوداؔ دہلوی: مغاں میں کیا کہوں زاہد پسر کی کیفیت
کہ جس کو دخترِ رز دیکھ کر اُدھل جاوے

☆اودہلی (اُدھلی) چتون: (بواو بیانِ ضمّہ ودال مہملہ ساکن مخلوط بہا ولام تحتانی معروف وجیم فارسی مکسورہ فوقانی ساکن وواو مفتوح ونون درآخر)

کنایہ از نظرِ کج وبیرخی۔ محاورۂ بیگمات است۔

رنگین دہلوی: کچھ نظر آتی ہے اُدھلی تری چتون کوکا
اِن دنوں رہتی ہے اینٹھی تری گردن کوکا

☆اودہم (اُدھم): (بواو بیانِ ضمّہ ودال مہملہ مفتوح وہای مخلوط ومیم)

بمعنی ہنگامہ وشور باشد وبرزبانِ بعضی بضمِ دال مہملہ بودہ است مگر فصیح بفتح دال است۔

سارے جھگڑے مگر گئے بے کار
کیا اُدھم کوتوال نے جوتا
جائیں کیا سیر کو ہم، باغ میں کیا رکّھا ہے
واں اُدھم نالۂ بلبل نے مچا رکّھا ہے

☆اودھو کا لین نہ مادھو کا دین: (بواو معروف ودال مہملہ مخلوط بہا وواو مجہول وکاف عربی بالف کشیدہ ولام تحتانی مجہول بنون معلنہ ونون نفی ومیم بالف کشیدہ ودال مہملہ مخلوط بہا وواو مجہول وکاف عربی بالف کشیدہ ودال مہملہ تحتانی مجہول ونون درآخر بااعلان)

مثل است۔ کنایہ از کمال بیفکری وبیغمی۔

☆اودہیڑ (اُدھیڑ) بُن: (بواو بیانِ ضمّہ ودال مہملہ مخلوط بہا وتحتانی مجہول وضم بای موحدہ ونون)

بمعنی فکر واندیشہ ہای متواتر درحل وعقد ودرستی وبرہمی کارہای مشکل۔

بحر لکھنوی: ہم سے الگ تھلگ جو وہ سویا پلنگ پر
کیا کیا اُدھیڑ بُن میں رہے ہم تمام شب

شعور لکھنوی: وہ محو اُدھر ہے اپنی دُھن میں
منصوبے کی یہ اُدھیڑ بُن میں

☆اودی گھٹا: (بواو معروف ودال وتحتانی معروف وکاف فارسی وہای مخلوط وفوقانی ثقیلہ بالف کشیدہ)

ابر سیاہ را گویند کہ بارندہ وباجوش وخروش باشد۔

ناسخ لکھنوی: یہ روئے کہ شرمندہ کرے اودی گھٹا کو
دیکھے جو نہ دم بھر تری مسّی کی دھڑی آنکھ

صباؔ لکھنوی: خوب ہی ہے آج تو اودی گھٹا چھائی ہوئی
ساقیا! ہاں ، برق کوئی ساغرِ بلور ہو

☆اور: (بفتح اوّل وواو ساکن ورای مہملہ)

(الف) ترجمۂ واو عطف است۔

(ب) وہم بمعنی دیگر۔ و بواو غیر ملفوظہ ہم مستعمل مگر بمعنیِ اوّل نہ بمعنی ثانی۔

صباؔ لکھنوی: چاندنی کی سیر اور غیروں کے ساتھ
اے قمر! یہ کیا طریقا ہوگیا

لمؤلفہ: تم دُکھاتے تو ہو امیرؔ کا دل
اور جو وہ کوئی آہ کر بیٹھے

ناسخؔ لکھنوی: رجعتِ خورشید اور شقِ قمر سے ہے عیاں
ہے نبی مالک لیالی کا علی ایام کا

قلقؔ لکھنوی: وہ تناسب اور وہ انداز اور وہ موزونی کہاں
راستی سے سرو اُس قد کے برابر ہوگیا

وزیرؔ لکھنوی: جو جیتے تھے تو روتے تھے، ہوئے ہیں خاک مرنے پر
ہمارا کالبد شاید فقط تھا آب اور گل کا

(ج) و بواو ساکن بمعنی دیگر۔

لمؤلفہ: نہیں ہے دل مرے پاس اب تم اور گھر دیکھو
نہ ہو یقین تو پہلو کو چاک کر دیکھو

☆اوربسی (اُربسی): (بواو غیر ملفوظہ ورای مہملہ ساکن وموحدہ مفتوح وسین مہملہ بتحتانی معروف)

زیوریست کہ در گلوی آویزند وزیرِ سینہ آویزان دارند۔ زبانِ قدماست۔ اکنون آنرا دُھکدَکی (دال مہملہ مخلوط الہا مضموم وکاف عربی ساکن ودال مہملہ مفتوح وکاف عربی بتحتانی معروف) خوانند۔

میاں مصحفیؔ: ہیرے میں اُس کے ہے یدِ بیضا کی روشنی
ہو کیوں کہ اوربسی کی تری ہم سر آفتاب

☆اور تماشا سنو: (بواو ساکن ملفوظہ)

(الف) اکثر ہنگامِ تعجب بر زبان آرند۔

آنشا دہلوی: مَیں نے جو کہا مَیں ہوں ترا عاشق شیدا، اے کانِ ملاحت!
فرمانے لگے ہنس کے، سنو اور تماشا، یہ شکل یہ صوٗرت!

(ب) واور تماشا دیکھو، ہم مستعمل۔

لموٗلفہ: چشم پوشی کا مَیں کرتا ہوں جو اُن سے شکوہ
آنکھیں دکھلاتے ہیں وہ ، اور تماشا دیکھو

☆اورَد (اُرَد): (بواو غیر ملفوظہ ورای مہملہ مفتوح ودال مہملہ)

بمعنی ماش سیاہ کہ غلّہ ایست مشہور واین لفظ برالسنۂ قومِ ہنود بیشتر جاری است ومسلمانان اکثر ماش میگویند۔

☆اور عالم ہو جانا: (بواو ساکن ملفوظ)

رنگِ دگر وکیفیت آخر پیدا شدن۔

اسیر لکھنوی: وسعتِ عالَم سے پایا وسعتِ دل کو سوا
بند آنکھیں کیں جو ہم نے ، اور عالَم ہوگیا

☆اور کا کچھ اور: تغیّر چیزی وکیفیّتی باشد بہ چیزِ دگر وکیفیت دیگر۔

اسیر لکھنوی: خط دے کے اُسے ، اور کا کچھ اور بتایا
قاصد کو مرے ، نام بھی میرا نہ رہا یاد

☆اور گھر دیکھو: (بفتح اوّل وواو ساکن)

محاورست بمعنی آنکہ مرا بگذارید ومطلبِ خود از جای دگر بجوئید۔

اسیر لکھنوی: بن کے سائل جو ہم گئے در پر
ہنس کے بولے کہ اور گھر دیکھو

لموٗلفہ: مِری طرف سے کہے کوئی ، حضرتِ غم سے
بہت رہے مِرے گھر میں ، اب اور گھر دیکھو

☆اور ہوا ہونا: تبدیل شدن رنگی باشد۔ برنگِ دیگر وکیفیتی بکیفیتی آخر۔

اسیرؔ لکھنوی: شمیم، گل میں جو، ملبوسِ یار کی ہوتی
ہَوا کچھ اور نسیمِ بہار کی ہوتی

☆اور ہی: (الف مفتوح بواو ساکن برای مہملہ زدہ رسیدہ وہای ہوز بتحتانی معروف)

کلمہ ایست مرکب ''اور'' بمعنی دیگر ''وہی'' برای حصر و استعمال آن بترکیب کلماتِ دیگر بودہ است۔ چنانکہ ''یہ اور ہی حسن ہے و یہ اور ہی مقام ہے'' و امثال آن۔ و بعضی از شعرا رای مہملہ را مخلوط الہا بتحتانی معروف گفتہ۔

ناسخؔ لکھنوی: قد وہ بوٹا سا نہیں بڑھتا تو اور ہی حُسن ہے
بس مجھے گُل بن ہے کافی، کچھ نہیں پروائے سرو

رشکؔ لکھنوی: کرے عاشق جو فرمائش تو اور ہی رنگ لاتے ہیں
اُپج کی لینے لگتے ہیں وہ گانے میں بجانے میں

☆اور ہی بات ہے: جای گویند کہ مخاطب از اصل کار وسخنِ واقعی آگاہ نباشد و بگوید کہ چنین وچنان است،
این کس باو گوید کہ ''تم کیا جانو، اور ہی بات ہے'' یعنی شما از اصلِ کار آگاہ نبودہ اید۔

لمؤلفہ: نہ تو خنجر میں ہے یہ کاٹ نہ شمشیر میں ہے
اور ہی بات ستم گر تری تقریر میں ہے

☆اور ہی عالم ہے: این محاورہ در بیانِ عجایب وغرایب استعمال کنند۔ مثلاً گویند ''اس شہر میں اور ہی عالم ہے''
یعنی طرفہ عجایب وغرایب درآنجا بودہ اند و نیز بجای کہ بیانِ تغیرِ کیفیتی وحالتی منظور باشد استعمال کنند۔

ناسخؔ لکھنوی: یہ خجل ہو گُلِ خورشید کہ شبنم ہوجائے
دیکھے عالَم جو ترا، اور ہی عالَم ہوجائے

☆اوری: (بواو مجہول ورای مہملہ بتحتانی معروف)

کلمۂ خطاب نسبت بزنِ فرومایہ وکم قدر وبتحتانی مجہول (اورے) خطاب بمردِ فرومایہ۔

☆اوریب (اُریب) کی باتیں: (بواو بیانِ ضمہ ورای مہملہ ویای مجہول وبای موحدہ)۔

(الف) بمعنی سخن وکارہای فریب وکج واکج۔

حسن دہلوی: خیاط پسر اُریب کی باتیں چھوڑ
اتنا بھی کتر بیونت نہ کر مُنہ کو موڑ
درکار ہے اک سوئی تو سینے سے لگ
پر رشتۂ الفت کو مری جان نہ توڑ

(ب) وبرزبان ہا بفتح اوّل وواو ساکن جاری است۔

☆اوڑا دینا (اُڑا دینا): (بواو بیانِ ضمہ)۔

(الف) کنایہ از اعراض کردن وقطع کردن سخن یا اعضا وغیرہ۔

اسیر لکھنوی، درمعنی قطع کردن: کیا تیز اُس کی تیغِ نگہ ہے کہ دشت میں
چاروں اُڑا دیے ہیں غزالِ ختن کے پاؤں

(ب) بمعنی برباد نمودن وخرچ کردن زر ومال نیز آید۔

خدا نے زر کیا پیدا اُڑا دینے کو دُنیا میں
زمیں میں جس کو پنہاں کرتے ہیں وہ گنجِ قاروں ہے

(ج) بمعنی دور کردن خیال از دل۔

صبا لکھنوی: اُڑادی قیدِ مذہب، ہم نے دل سے
قفس سے طائرِ ادراک نکلا

☆اوڑا (اُڑا) مارنا: عبارت است از سربرو غالب شدن۔

بحر لکھنوی: رشک آتا ہے ، اُسے تم نے اُڑا مارا بحرؔ!
ہم سے شیشے میں نہ اُترا وہ پری کا ٹکڑا

☆اوڑان (اُڑان): (بواو غیر ملفوظہ ورای ثقیلہ بالف کشیدہ ونون ساکن)
بمعنی پرواز است۔

ذوق دہلوی درقصیدہ مدحِ اسپ: ہے وہ ہیکل میں اگر دیو تو صورت میں پری
ہے اُڑان اُس میں مَلک کی تو بشر کے سے خصال

☆اوڑانا (اُڑانا): (بواو بیانِ ضمہ ورای ہندی)

مصدر متعدی است بمعنی پرانیدن وقطع کردن۔

وزیر لکھنوی: صیاد پر اُڑاتا ہے بُلبل کے، نوچ کر
اے تیغِ شاخِ گل! تو عوض لے، اُڑا کے ہاتھ

(ب) وکنایہ از کمال رونق دادن۔

آتش لکھنوی: اُڑایا پان کی تحریر نے اور اُن کے دانتوں کو
نگیں کا رنگ چمکائے مقرّر ڈاک کندن کا

لفظ ڈاک جز دراین شعر مذکور دیدہ نشد۔

(ج) وبمعنی بدام آوردن وفریب دادن۔

افسوس دہلوی: آنکھوں کے اشارے سے تو کس کو بلاتا ہے
چل جھوٹی نہ کھا قسمیں، تو کس کو اُڑاتا ہے

میر حسن دہلوی: یہ سُن شاہ زادی ہنسی کھل کھلا
کہا کیوں اُڑاتی ہے نجم النساء

اسیر لکھنوی: نہ مَیں گلشن میں جاتا ہوں، نہ بوے گل وہ لاتی ہے
صبا کو مَیں اُڑاتا ہوں، صبا مجھ کو اُڑاتی ہے

(د) وبمعنی خرچ کردن زر ومال بیصرفہ وبی تأمل۔

سحر لکھنوی: ہم دولتِ دُنیا کے اُڑانے کو ہیں آندھی
اکسیر بھی پائیں گے تو برباد کریں گے

(ہ) وبمعنی تقلید واختیار نمودن طرزِ دیگری۔

تسکین دہلوی: انداز فغاں کا مِری بُلبل نے اُڑایا
نقشے کو نزاکت کے ترے، گُل نے اُڑایا

صبا لکھنوی: ہُوا اُس کی گل بانگ سے ہم کو ظاہر
اُڑایا ہے بلبل نے نالہ ہمارا

مومن خان دہلوی: ہوتے ہیں پاے مال گُل، اے نو بہارِ حسن!
کس سے اُڑائی تو نے یہ رفتار کی طرح

عاشق لکھنوی: توسن نے اُس سوار کے کیا ہی اُڑالیا
سرعت کو بادِ تند سے، آہو سے جست کو

(و) وبمعنی ہنگامِ ذکرِ مطلب کسی بذکر و مشغلۂ دگر پرداختن۔

برق لکھنوی: اُس شوخ کی نہ پوچھیے کچھ مجھ سے داستان
آیا جو ذکرِ عاشقِ بے دل اُڑا دیا

(ز) وبمعنی غایب کردن۔ چنانکہ گویند ''بازی گر کیا گولیاں اُڑاتا ہے''۔

(ح) وبمعنی دزدی کردن۔ چنانکہ ''زید ہماری کتاب اُڑا گیا''۔

(ط) وبمعنی مشتہر ساختن کسی را بعظمت و بصفتی کہ آن کیفیت واقعی نباشد۔

ذوق دہلوی: اُن کو بے پر عرشِ اعظم پر اُڑاتے ہیں مرید
کیا غضب لائیں خدا جانے، جو ہوں پیروں کے پیر

(ی) وکنایہ از جہانیدن اسپ و شتر وغیرہ باشد۔

قلق لکھنوی: مشتاق ہیں کمال ، نہ اے شہ سوار! اُڑا
اتنا ٹھہر کہ چوم لے پائے سمند خاک

منہ در مثنوی طلسمِ الفت: گھاٹ سے یوں اُڑائیں سانڈنیاں
جیسے پرواز کرتی ہیں پریاں

(ک) وکنایہ از دریافتن و بمغزِ کلام و معاملہ رسیدن۔

ذوق لکھنوی: کیا طبع میں جودت ہے چٹ دل کی اُڑا جانا
ہونٹوں کا یہاں ہلنا، واں بات کا پا جانا

(ل) وبمعنی محو و معدوم ساختن۔

عاشق لکھنوی: ماتھا رگڑ کے سجدوں میں سارا اُڑا دیا
اک حرف بھی اُڑا نہ مری سرنوشت سے

(م) وبمعنی کشیدن لحن بلند در نغمہ۔

ہلال لکھنوی، مصرع: لاکھ تحریر اُڑاتے ہیں وہ دو تانوں میں

☆اوڑان (اُڑان) کھائی: (کاف عربی مفتوح وہای مخلوط بالف کشیدہ وہمزہ بصورت تحتانی وتحتانی معروف) بمعنی عیاری وچالاکی واُڑان کھائی بتانا بغلط انداختن وفریب دادن۔

جرأت:
سب کو اُڑان کھائی اک بات میں بتائی
پرواز کے تصدّق، اِس گفتگو کے صدقے

☆اوڑ (اُڑ) بھاگنا: (بواو بیانِ ضمہ ورای ثقیلہ)

دفعۃً غایب شدن وفرار گردیدن۔

ناسخ لکھنوی:
آتشِ داغِ جدائی سے نہ اُڑ بھاگے گا
طائرِ دل ہے یہ ، کچھ طائر سیماب نہیں

اسیر لکھنوی:
کوسوں ہوا کی طرح سے اُڑ بھاگتا ہوں مَیں
سایہ بھی دیکھتا ہوں جو مردم گیاہ کا

☆اوڑتے (اُڑتے) پھرنا: (بواو بیانِ ضمہ ورای ثقیلہ ساکن وفوقانی تحتانی مجہول)

بجای قرار نگرفتن۔

اسیر لکھنوی:
محشر میں موج زن جو نسیمِ کرم ہوئی
اُڑتی پھرے گی فرد ہمارے حساب کی

صبا لکھنوی:
محتسب پتاے ساقی کی بندھی ایسی ہوا☆
جا بہ جا اُڑتے پھریں سب اشتہار، اب کے برس

ناسخ لکھنوی:
پھرتا ہے کو بہ کو وہ صنم، بوالہوس کے ساتھ
شکّر بھی اُڑتی پھرتی ہے ہر سو مگس کے ساتھ

☆اوڑتی (اُڑتی) چڑیا پہچاننا: (تحتانی معروف)

عبارت از مافی الضمیر دریافتن واین کنایہ از کمال دانائی باشد واُڑتی چڑیا کے پر گننا نیز بہمین معنی مستعمل۔

اسیر لکھنوی:
دیدۂ سوفار، کیا بینا ہے، اے ناوک فگن!
پر ہر اک طائر کے گن لیتا ہے یہ پرواز میں

☆بے وزن

☆اوڑتی (اُڑتی) ہوئی خبر: (تحتانی معروف)۔
(الف) عبارت از خبری باشد کہ بالا بالا بغیر تفحص رسیدہ باشد۔

اسیر لکھنوی: آندھی کی گرد دیکھ (کے) سمجھے سفر میں ہم
اُڑتی ہوئی خبر یہ ہمارے وطن کی ہے

بحر لکھنوی: اُڑتی ہوئی جو فصلِ خزاں کی خبر گئی
رنگت گلوں کے چہرے سے پرواز کر گئی

(ب) واُڑتی اُڑتی بتکرار ہم مستعمل۔

قلق لکھنوی: سُن لی ہے اُڑتی اُڑتی خزاں کی خبر کچھ آج
ہر شاخِ گُل پہ بیٹھے ہیں مرغِ چمن اُداس

☆اوڑ (اُڑ) چلنا: (الف): کنایہ از تبختر و کبر۔

بحر لکھنوی: گیا دماغ فلک پر جو مل گئی مندیل
وہ اُڑ چلا جو ہَوادار پر سوار ہُوا

(ب) ونیز عبارت از ترقی وافزونی نمودن باشد۔

ناسخ لکھنوی: اُڑ چلا حُسن ترا اِس کے نکلتے ہی، صنم!
جس کو سب کہتے ہیں خط، ہم اُسے پر کہتے ہیں

(ج) وبمعنی پرواز کردن۔

ناسخ لکھنوی: جذبۂ دل سے بطِ مے اُڑ چلی
بھیج دے مجھ کو تو' اے مے خوار خط

(د) وبمعنی فنا شدن۔

ناسخ لکھنوی: پوچھتے ہو حال کیا میرے دلِ وارفتہ کا
اُڑ چلی روحِ رواں رفتارِ جاناں دیکھ کر

☆اوڑ (اُڑ) کر: (بواو بیانِ ضمہ ورای ثقیلہ وکاف عربی مفتوح ورای مہملہ)۔
(الف) بیانِ کمال شوق۔ چنانکہ گویند کہ جی چاہتا ہے کہ اُڑ کر وہاں پہنچ جاؤں" یا گویند کہ" اگر عاشق کا جذبِ دل اثر دکھائے تو معشوق اُڑ کر اُس کے پاس آجائے۔

لمؤلفہ: پر لگادے گا اگر شوق تو یوں آئیں گے
اُڑ کے اک روز ترے پاس پہنچ جائیں گے

(ب) ونیز برای اظہار غایت وانتہای آرند۔

اوڑ (اُڑ) کر کہاں جائے گا: یعنی نتواند کہ از دستِ من رہا شود۔

نصیر دہلوی: ہم ناتواں ہیں ساتھ، جہاں اُڑ کے جائے گا
اے رنگِ زرد! ہم سے کہاں اُڑ کے جائے گا

معروف دہلوی: گرد ساں گوشۂ دامن سے چھڑاؤ نہ ہمیں
اُڑ کے جاؤ گے کہاں ہم سے، اُڑاؤ نہ ہمیں

رنگین دہلوی: ہمیں کیا دیکھتے ہو، ہم نے بھی دیکھا ہے عالَم کو
بھلا سوچو تو، جاسکتے ہو تم اُڑ کر کہاں ہم سے

ناسخ لکھنوی: گرچہ ہیں مور، ولے رُتبۂ بربادی میں
اُڑ کے جائے گا کہاں تختِ سلیماں ہم سے

☆اوڑنا (اُڑنا): (بواو بیانِ ضمہ ورای ثقیلہ)۔ (الف) مصدر بہ معنی پرواز در آمدن۔

ناسخ لکھنوی: چھوٹ کر اُڑ جائے اب کیوں کر کہ دستِ نازنیں
طائرِ رنگِ حنا کو چنگل شہ باز ہے

(ب) و بمعنی معدوم شدن۔

اسیر لکھنوی: انتظار ایسا کِیا اُس کا کہ مثلِ آئنہ
اُڑ گیا نورِ بصارت ، دیدۂ بیدار سے

آتش لکھنوی: دیدۂ بینا، دلِ روشن نظر آتا نہیں
اُڑ گئی بزمِ جہاں سے صورتِ کافور شمع

صبا لکھنوی: اے منعمو! سامانِ سواری پہ نہ بھولو
اُڑ جائے گا اِک روز ہوادار تمھارا

وزیر لکھنوی: اے دلِ بے تاب! تا کے ذلتیں، کہتا ہے یار
گھر میں کیوں آتا ہے میرے، کیا ترا گھر اُڑ گیا

رشکؔ لکھنوی: رشکؔ نے مرنے سے پائی پہلے، عالَم سے نجات
رہ گیا افسانہ، قصّہ مٹ گیا، سر اُڑ گیا

(ج) وکنایہ از نادان ساختن بفریب وحکمت۔

قلقؔ لکھنوی در مثنوی: بولی افسردہ ہوکے وہ گُلِ تر
مجھ سے اُڑتے ہو ، اے پری پیکر!

اسیرؔ لکھنوی: مجھے ہے مدِنظر آپ اپنی بربادی
مِرے غبار سے اُڑتی ہے کیوں نسیمِ بہشت

☆ اوڑ (اُڑ) ناگنی: (بواو غیر ملفوظہ ورای ثقیلہ ساکن ونون بالف کشیدہ وکاف فارسی ونون بتحتانی معروف)

(الف) مادہ ماری را گویند کہ پرواز نمودہ بگزد۔

میاں مصحفیؔ: زنداں سے ترے دیو نکل بھاگے تو ڈس لے
اوڑ ناگنی بن کر اُسے زنجیر ہَوا پر

(ب) وناگن (بفتح کاف عجمی ونون بغیر تحتانی) نیز مستعمل۔

بحرؔ لکھنوی: بن کے اُڑ ناگن مؤذن کو ڈسے زلفِ صنم
وصل کی شب کو اذانِ صبح کا کھٹکا بُرا

(ج) واوڑتی ہوئی ناگن ہم مستعمل۔

لمؤلفہ: کون سا بل ہے جو زلفِ بُت پُر فن میں نہیں
زور ایسا کسی اُڑتی ہوئی ناگن میں نہیں

☆ اوڑنجو (اُڑن جوگا): (بواو بیانِ ضمّہ ورای ہندی مفتوح ونون ساکن وجیم عربی وواو مجہول وکاف فارسی بالف کشیدہ)

کنایہ از دعای بد، بمعنی ناشدنی وفنا شدنی۔ زبانِ زنانِ محلات است۔

ابھی کیا کیا نہ اُس سے شر ہوگا
کہیں اُڑ جائے یہ اُڑن جوگا

☆ اوڑنچھو (اُڑن چھوٗ) ہونا: (بواو بیانِ ضمّہ ورای ثقیلہ مفتوح ونون ساکن وجیم فارسی وہای مخلوط وواو معروف)

بمعنی یکا یک غایب شدن وفرار گردیدن۔

نکہت دہلوی: چھوڑ دامانِ یار، یک سوٗ ہو
چل ہَوا کھا، صبا! اُڑن چھوٗ ہو
انشاؔ دہلوی: نہ بتولے دو مجھے یاں سے اُڑن چھوٗ ہو کہیں
کس کو کہتے ہیں محبت، اجی! کیسا اخلاص

☆اوڑن کہٹولا (اُڑن کھٹولا): (بواو بیانِ ضمہ ورای ثقیلہ مفتوح وہای مخلوطہ وفو قانی ثقیلہ مفتوح ونون ساکن وکاف عربی مفتوح وہای مخلوطہ وفو قانی ثقیلہ ووامجہول ولام بالف کشیدہ)
تختی را گویند کہ پریان برآن سوار شدہ برروی ہوا روند۔

کاندھا اِسے دیں گی ساری پریاں آکر
تابوت مِرا اُڑن کھٹولا ہوگا

☆اوڑھنا: (بواو مجہول ورای ہندی مخلوط بہا ونون بالف کشیدہ)
(الف) مصدر بمعنی برسر کشیدن جامہ۔

بحرؔ لکھنوی: دوپٹے کو آگے سے دُہرا نہ اوڑھو
نمودار چیزیں چُھپانے سے حاصل!

(ب) وااُڑھانا، متعدی است۔ بمعنی پوشانیدن۔

آتشؔ: لگی ہے آگ جو کمل کبھی اُڑھایا ہے
ترے برہنہ سے گرمی دوشالہ کیا کرتا

☆اوڑھنا بچھونا: عبارت از جامہ پوشیدن وجامہ گستردنی باشد۔

آتشؔ لکھنوی: پہلو میں نہیں جب سے کہ وہ غیرتِ لالہ
داغ اوڑھنا ہے، داغ بچھونا مِرے دل کو
اسیرؔ لکھنوی: تیرے وحشی سو رہے ہیں، واہ! کس آرام سے
اوڑھنا ہے دامنِ صحرا، بچھونا خاک ہے

☆اوڑھنی: (بیاے معروف درآخر)
دوپٹہ کوچک، دُختران را گویند ونیز چادری کہ عروسان بالای لباس پوشند اطلاق کنند۔

لمؤلفہ در قصیدہ: صفتِ روئے حسیں ، صاف ہے ہر ایک زمیں
اوڑھنی گھاس کی دکھلاتی ہے کیا کیا جوبن

میر حسنؔ دہلوی: نمایاں تھی یوٗں اوڑھنی سے جھلک
کہ جوٗں برق کی ابر میں ہو چمک

☆اوڑی اوڑی (اُڑی اُڑی) طاق بیٹھی: (بواو بیانِ ضمہ ورای ثقیلہ بتحتانی ہای معروف)

(الف) کنایہ از فاش شدنِ راز۔

اسیرؔ لکھنوی: غصے میں بھوں چڑھاؤ نہ اہلِ وفاق پر
دیکھو اُڑی اُڑی کہیں بیٹھے نہ طاق پر

(ب) واُڑتی اُڑتی ہم بجای اُڑی اُڑی مستعمل۔

عاشقؔ لکھنوی: اے پری! کہہ نہ عاشقِ ابرو
اُڑتی اُڑتی نہ طاق پر بیٹھے

☆اوس: (بواو مجہول)۔(الف) بمعنی شبنم۔

لمؤلفہ: مژگانِ تر سے جان تسلّی سی پا گئی
کانٹوں کی اوس ، پیاس ہماری بجھا گئی

(ب) وبواو غیر ملفوظ بمعنی اودآن باشد۔

لمؤلفہ: ذکرِ شبِ فراق پہ کہتا ہے دل مِرا
لو میرے آگے نام نہ اُس روسیاہ کا

☆اوسان: (بالف مفتوح وواو ساکن وسین مہملہ بالف کشیدہ)

(الف) بمعنی حواس۔

جانؔ صاحب لکھنوی در ریختی: آرزو دل کی یہ ہے، اُس دم پڑھوں یاسین خود
رونکٹا میلا نہ ہو، یارب! مرے اوسان کا

برقؔ لکھنوی: رُستم کی رستمی نہ چلے تیرے سامنے
اُڑ جائیں تجھ کو دیکھ کے اوسان صور کے

(ب) واوسان جانا ہم مستعمل بہمین معنی۔

حکیم نواب مرزا لکھنوی: میرے تو دیکھ کر ، گئے اوسان
لیلا مجنوں کے تو نے کاٹے کان

☆اوس (اُس) پار: (بای فارسی بالف کشیدہ وبرای مہملہ)

رسیدہ آنروی دریاوغیرہ۔

سحر لکھنوی درقصیدہ: نہریں دریا ہوئی ہیں، ڈوبے ہیں سب فوّارے
نظر آتا نہیں اِس پار سے سبزہ اُس پار

☆اوس پڑنا: (الف) ریختن شبنم۔

آتش لکھنوی: شمع گل ہووے ، جو صبح شبِ ہجراں مانگوں
اوس پڑنی بھی ہو موقوف ، جو باراں مانگوں

(ب) وکنایہ ازافسردہ وپژمردہ شدن۔

صبا لکھنوی: کچھ آبروئے گل نہ ہوئی پیشِ روئے یار
کیسی چمن میں اوس پڑی باغ بان پر

منہ: یار کیسی اوس برج سنبلہ پہ پڑ گئی
چڑھ گئے کوٹھے پہ تم جو بال سکھلاتے ہوئے

وزیر لکھنوی: جاتے ہی ترے پڑ گئی اوس ایسی گلوں پر
سرد آتشِ گل ہے، نہیں گُل زار میں گرمی

ذوق دہلوی: تیرے دندانِ مسی زیب کی دیکھی جو بہار
اوس سی پڑ گئی گلشن میں گُل سوسن پر

☆اوستاد (اُستاد): (بواو بیانِ ضمہ)۔

(الف) درمحاورۂ اُردو گویان مطلقاً شخصِ کامل الصفہ را گویند۔

آتش لکھنوی: دام میں کھینچے بلبل نہیں صیاد آیا
یہ چمن میں کوئی گُل چیں کا بھی اُستاد آیا

بے خودؔ لکھنوی در مثنوی　　ہر اک پان والا پری زاد ہے
جلوۂ اختر:　　فنِ دل ربائی میں اُستاد ہے

(ب) و بمعنی فایق و بالاتر۔ چنانکہ در شعر آتشؔ گذشت و در محاورۂ رقاصان تعلیم کنند را عموماً بدین لفظ یاد کنند۔ و در عربی بواو مجہول است۔

☆اوستاد (اُستاد) بیٹھے پاس، کام آوے راس: وقتِ آغاز نمودنِ ہنری این محاورہ بر زبانِ سوقیان وغیرہ جاری ست۔

لمؤلفہ:　　قابو میں ہو جو دل تو کوئی کیوں اُداس ہو
سب کام آئیں راس جو اُستاد پاس ہو

☆اوستاد (اُستاد) کرنا: کسی را باوستادی گرفتن۔

☆اوستاد (اُستاد) کی قمچی: بمعنی آلہ کہ معلّم از آن تادیبِ اطفال نماید۔ پس کنایہ از آلۂ ادب دادن باشد۔

اسیرؔ لکھنوی:　　دشت وحشت میں بیاضِ چشمِ جاناں یاد کی
شاخِ آہو مجھ کو قمچی ہوگئی اُستاد کی

☆اوسترا (اُستُرا): (بسین مہملہ ساکن وفوقانی مضموم ورای مہملہ بالف کشیدہ)

(الف) آلۂ موتراشی را گویند۔

(ب) و اُسترا پھرنا، بمعنی صاف شدن از مو باشد۔

ناسخؔ لکھنوی:　　اُسترا اُس کے ذقن پر جب پھرا، ثابت ہُوا
دوُر ہوجاتے ہیں تنکے حلقۂ گرداب سے

☆اوس چاٹنا: (جیم فارسی بالف کشیدہ وبتای ہندی رسیدہ ونون بالف کشیدہ)

بمعنی لیسیدن شبنم وکنایہ از فعل ماراست کہ آن شبہا در صحرا برآمدہ، شبنم رامی لیسد۔

عاشقؔ لکھنوی:　　اوس چاٹے سبزۂ رخسارِ جاناں کی اگر
زہر سے چھالے پڑیں لاکھوں زبانِ مار پر

اوس (اُس) سِرے: (سین مہملہ مکسور ورای مہملہ بتحتانی مجہول)

بمعنی نہایت وغایت۔

شعورؔ لکھنوی: اُس سِرے، اُڑ کے تمنا جو مجھے ہے تو یہ ہے
کاش! اب رنگ پریدہ ہرا شہ پر ہوتا

اوس (اُس) کے دشمن: ہنگامِ انتساب امری مکروہ نسبتِ دوست وعزیز استعمال این محاورہ می نمایند، چنانکہ گویند "اُس کے دشمن بیمار ہیں" یعنی او بیمار ست۔

اسیرؔ لکھنوی: نامے کیا! تعویذ بھیجوں، اُس کے دشمن ہیں علیل
زعفران و مُشک سے لازم ہیں تحریریں نئی

☆اوسوں پیاس نہ بجھنا: بمعنی سیر وآسودہ نشدن از چیز اندک۔

میرؔ دہلوی: دل کی تو اشک سے نہ نکلی بھڑاس
اوسوں بجھتی نہیں ہے پیاس کہیں

نکہتؔ دہلوی: آبِ خنجر سے گلو تر نہ ہُوا
اوس سے پیاس کا بجھنا معلوم

☆اوسی (اُسی) پر خاک پڑتی ہے جو چاند پر خاک ڈالتا ہے: عبارت از آنکہ ہر کہ بد گوید کسی را کہ او قابلِ بد گفتن نباشد، ہر آئینہ خود بدنام میشود۔

نصیرؔ دہلوی: سمجھ یہ مہر نہ کیوں اُس کے مُنہ پر زر پھینکے
پڑے ہے خاک اُسی پر جو چاند پر پھینکے

☆اوشغلا (اُشغُلا): (بواو بیانِ ضمہ وشین معجمہ زدہ وغین معجمہ مضموم ولام بالف کشیدہ) کنایہ از فتنہ وفساد بود۔

میری جا غیر کو بٹھایا ہے
یہ نیا اُشغُلا اُٹھایا ہے

☆اوشغلا (اُشغلا) چھوڑنا: سخن گفتن کہ بدان سبب دو کس باہم بجنگند ومخاصمت ورزند، وبجای چھوڑنا، اُٹھانا ہم مستعمل است۔

☆اوقات: در اُردو بمعنی کیفیت وبسر بردآید۔

ناسخ لکھنوی: گاہ روتا ہوں، کبھی ہنستا ہوں اپنے حال پر
کوئی بھی ہوگا نہ دُنیا میں مِری اوقات کا

☆اوقات کٹنا: (الف) بسر شدن اوقات و زندگانی۔

آتش لکھنوی: سایلِ دولتِ دُنیا ہوں مَیں آتش کیسا
گنجِ قاروں سے بھی اوقات نہیں کٹتی ہے

سحر لکھنوی: حالِ دل پوچھو نہ کچھ ، می گذرد می گذرد
ہر طرح ہجر میں اوقات کٹی جاتی ہے

(ب) و اوقات چلنا ہم بہمین معنی۔

میاں مصحفی: خدا کے لطف سے، کچھ کچھ ترے کرم سے بھی
چلی ہی جاتی ہے اوقات میری یوُں تو مدام

(ج) و اگر کاٹنا گویند، متعدی باشد بمعنی بسر کردن اوقات۔

لمؤلفہ: کیا تڑپ کر، لوٹ کر اوقات کاٹی ہجر میں
کروٹیں لے لے کے ہم نے رات کاٹی ہجر میں

☆اوک: (بواو مجہول و کاف عربی)

(الف) ہر دو دست خواہ یکدست را کشادہ بدہن متصل سازند، تا آب وغیرہ بر آن ریزند و این کس بخورد۔ پس این وضع دست را اوک گویند۔

غالب دہلوی: پلادے اوک سے ، ساقی! جو ہم سے نفرت ہے
پیالہ گر نہیں دیتا ، نہ دے ، شراب تو دے

(ب) و در لکھنؤ بجایش چُلّو (بضم جیم فارسی ولام مشدّد بواو معروف) گویند۔

☆اوکتانا (اُکتانا): (بواو بیانِ ضمہ و کاف عربی ساکن و فوقانی و نون، ہر دو بالف کشیدہ)
مصدر ست، بمعنی دل تنگ شدن و بیزار گردیدن

ناسخ لکھنوی: بختِ خوابیدہ بھی اُکتا گئے سوتے سوتے
کیا شبِ ہجر ہے ، اے دیدۂ بیدار! دراز

غافل لکھنوی: باغ کے لوٹو مزے، اے ساکنِ گُل زار تم
ہے طبیعت اپنی یاں سے اب تو اکتائی ہوئی

☆اوکت (اُکت) لینا: (بواو بیانِ ضمّہ)

(الف) حرکت کار زاید از حوصلہ و بیموقع نمودن۔ محاورۂ زبانِ دہلی است۔

جرأت:
ملا غیر سے جا جفا کیا نکالی
اُکت لے کے آخر ادا کیا نکالی

(ب) ودر لکھنؤ اُکت کی لینا مستعمل است۔

تسلیم:
چشمِ غضب پہ اُس کی لگا جان وارنے
اچھی اُکت کی لی ، دلِ اُمیدوار نے

مسرور:
اب دعاؤں پہ گالی دیتے ہیں
ہر جگہ وہ اُکت کی لیتے ہیں

☆اوکڑو (اُکڑو) بیٹھنا: (کافِ عربی ساکن ورای ہندی مضموم وواو معروف)
بمعنی سرِ پا نشستن۔

غیر محفل میں تری پہلے تو اُکڑو بیٹھا
پھر جگہ پاکے ترے دل میں دوزانو بیٹھا

☆اوکسنا (اُکسنا): (بواو بیانِ ضمّہ)

(الف) مصدر باختیار خود برآمدن از قابوی دیگری۔

حکیم نواب مرزا لکھنوی:
میں اُکسنے تلک نہیں پاتی
ورنہ اپنے کہے کو خود آتی
دل لگی اچھی ہے سوجھی یہ دلِ محرور کو
روز اُکساتا ہے جاجا کر چراغِ طوٗر کو

(ب) و برآوردن خور را از تحت بفوق بحرکت خفیف۔

بارِ غم اِس قدر ہے کاندھے پر
کہ ذرا ہم اُکس نہیں سکتے

(ج) واُکسانا، متعدیِ آن و نیز بمعنی فتیلۂ چراغ را اندکی بیرون کردن برای افزونی روشنی و کنایہ از مہیا و آمادہ گردانیدن کسی را بر کاری۔

کیف لکھنوی بدین
معنیٰ:

اُکسائے جائیں رند جو ساقی کو بزم میں
ہرگز چراغِ ساغرِ صہبا بڑھے نہیں

☆اوکل: (بالف مفتوح وواوساکن وکاف عربی مفتوح ولام ساکن)
لغت بھاکاست بمعنی بی آرام واکنون دراُردوزبان بدین معنی بکل مستعمل است۔

☆اوکنا: (بواومجہول وکاف عربی ساکن ونون بالف کشیدہ)
مصدر رست بمعنی قی کردن۔

☆اوکوتا(اُکوتا): (بواوبیانِ ضمہ وکاف عربی مفتوح وواوساکن وفوقانی بالف کشیدہ)
نام مرضیست کہ بثور برآیند ومواد رقیق مثل آب ازآنہا جاری باشد۔

☆اوکھاڑنا(اُکھاڑنا): (بواوبیانِ ضمہ)۔(الف)بمعنی برکندن باشد۔

ناسخ لکھنوی:
وہ سہی قد، کرکے ورزش خوب زوروں پر چڑھا
کہہ رہا ہے سرو کو جڑ سے اُکھاڑا چاہیے

(ب)وااُکھیڑنا(بتحتانی مجہول)
ہم بدین معنی مستعمل۔

بحر لکھنوی:
ترے پنجے نے یک دست اُنگلیاں توڑی ہیں مرجاں کی
کلائی نے تری، الماس کا گٹا اُکھیڑا ہے

آتش لکھنوی:
دکھانے کو نہ زور اپنا اُکھیڑیں خاک کے پتلے
رگِ جانِ زمیں ریشہ ہے ہراک پیڑ کی جڑ کا

(ج)وااُکھڑنا(بواوبیانِ ضمہ)
بمعنی برکندہ گردیدن۔

اسیر لکھنوی، بمعنیِ اوّل:
وہ نخل بوستانِ جہاں، مَیں ہوُں، باغ باں
یا گڑ گیا زمین میں، یا میں اُکھڑ گیا

(د)وبمعنی بیجاشدنِ عضو۔

اسیر لکھنوی:
تارِ دامن سے اُکھڑ جائے نہ کیوں میری کمر
آستیں کا یہ ہُوا بوجھ کہ شانہ اُترا

(ہ)ونیز کنایہ از بیزاری وبرہمی باشد۔

قلق لکھنوی: وہ عیسیِ دوراں ابھی غیروں سے اُکھڑ جائے
جم جائے جو رنگِ رُخِ بیمارِ محبت

(د) وکنایہ از مغلوب و عاجز شدن۔

ہلال لکھنوی: غیر بے عقل جسے یار کی صحبت میں تو کیا
آپ اُکھڑ جائیں گے دو جوڑ جو معقول پڑے

☆ اوکہڑی (اُکھڑی) باتیں: کنایہ از سخن ہای نااستوار و رنجش آمیز باشد۔

سحر لکھنوی: اُکھڑی باتوں سے اُکھڑتی ہے طبیعت اپنی
مہرباں! تم میں جہالت کبھی ایسی تو نہ تھی

☆ اوکھلی: (بواو مجہول و کاف عربی ساکن وہای مخلوطہ ولام بتحتانی معروف)

سنگی یا چوبی باشد کہ درسرش جوفی نمودہ، غلّہ وغیرہ درآن بکوبند۔ مثالش درمحاورۂ مابعد موجود است۔

☆ اوکھلی میں سر دیا تو دھمکوں سے کیا ڈر: مثل است۔ جای گویند کہ درامری وکاری مخطور قدم گذارند و ازمضرت آن اندیشہ نکنند، یعنی ہرگاہ کہ درظرفے کہ موجب چنین صدمہ باشد سر نہادہ شد از خوفِ ضرباتِ چہ اندیشہ۔

نکہت دہلوی: مژہ کا خوف کیا، دل غرقِ چاہِ نافِ دل بر ہے
دیا جب اوکھلی میں سر تو پھر دھمکوں سے کیا ڈر ہے

آشفتہ دہلوی، قطعہ: یار کی خاطر سے، سب سے درگذر کرتے ہیں ہم
اپنی جاں بازی کا کب خوف و خطر کرتے ہیں ہم
ایک سر ہے جس کا جی چاہے سو آ کر کاٹ لے
اوکھلی میں سر دیا، دھمکوں سے کب ڈرتے ہیں ہم

جانؔ صاحب لکھنوی در ریختی: جب اوکھلی میں سر دیا، دھمکوں کا کیا ہے خوف
سب کو خدا دے، جیسا دیا ہے مجھے جگر

☆ اَوکھی: (بفتح الف وواو ساکن وکاف عربی وہای مخلوط وتحتانی معروف)

روش خاص اسپ را گویند کہ ہردو پای پیشین را بلند کردہ راہ رود، ودر روش وکلامِ انسان وغیرہ نیز مجازاً مستعمل است، جای کہ درآن نوعی از تیزی وچالاکی یافتہ شود واوکھیاں جمع آن۔

بگڑی چالیں ہیں، نہیں رفتار کوئی کام کی
کچھ نئی ہیں اوکھیاں اِس ابلقِ ایام کی

☆ اَوگھی کھا کھر: (بفتح الف وسکونِ واو وکاف فارسی وہای مخلوطہ وتحتانی معروف وکاف عربی مخلوط بہا والف کشیدہ وکاف عربی ثالث مفتوح مخلوط بہا ورای مہملہ)

رسی باشد دراز وعمودی چوبین کہ درآن زنجیر ہای کوچک قریب قریب نصب باشد وبدان اسپ را تعلیمِ جست وخیز کنند۔

☆ اوکھے چوکے: (بہر دو واو معروف وہر دو تحتانی مجہول)

تابع مقدّم ومتبوع موٴخر۔ زبانِ قدیم دہلی است، بمعنی سہو وخطا۔

انشا دہلوی:

میں جو کہا، کبھی تو بھلا اؤکے چؤکے مل
باتوں ہی باتوں میں مجھے اتنا نہ ٹال تو
ہنس کر لگا یہ کہنے کہ اے تجھ کو آفریں
رکھتا ہے میرے ساتھ یہ اچھا سوال تو

☆ اوگارنا (اُگارنا): (بواو بیانِ ضمّہ وکاف فارسی بالف کشیدہ ورای مہملہ ساکن ونون بالف کشیدہ)

(الف) صاف کردن وبرآوردن گل از چاہ بود۔

آنکھوں میں دم ہے، پیاس کو تاچند ماریے
ہے جی میں، اُس کے چاہِ ذقن کو اُگاریے

(ب) واُگروانا متعدیِ آن، معنی برآوردہ گردانیدن گل از چاہ۔

☆ اوگال (اُگال): (بکاف عربی بالف کشیدہ ولام درآخر)

سفل پان کہ خائیدہ از دہن بیندازند۔

صبا لکھنوی:

حسرت رہی، کبھی نہ ہوئے تجھ سے لب بہ لب
نیّت لگی رہی ترے مُنہ کے اُگال میں

☆ اوگال دان (اُگال دان): (باکاف فارسی بالف کشیدہ وبہ لام رسیدہ ودال مہملہ بالف ونون)

ظرفی را گویند کہ درآن سفل پان بیندازند۔

وزیرؔ لکھنوی: ہم مُنہ کو دیکھ دیکھ کے رہ جائیں ، یا نصیب!
لوٹے اُگال دان مزہ اُس اُگال کا

☆اوگتانا(اُگتانا): (بواوغیر ملفوظہ وکاف فارسی ساکن وفوقانی ونون بالف کشیدہ)
ازمشغولی مفرط بکاری دل سیر شدہ، بیزاری گردیدن۔

لمؤلفہ: تاچند ، امیر! اِس چمنستاں کا نظارہ
دل سیر سے اُگتا گیا، پتھرا گئیں آنکھیں

ناسخؔ لکھنوی: بختِ خوابیدہ بھی اُگتا گئے سوتے سوتے
کیا شبِ ہجر ہے، اے دیدۂ بیدار ، دراز

☆اوگٹا(اُگٹا)پینچی: (بکاف فارسی ساکن وتای ہندی بالف کشیدہ وبای فارسی مفتوح وتحتانی ساکن ونون غنہ بجیم فارسی وتحتانی معروف)
محاورۂ مختصۂ زنان است۔ بمعنی طعن وتشنیع وباموروعیوبِ گذشتہ طرفِ ثانی رابیادآوردن وذکر کردن واحسانِ سابقِ خودبرزبان راندن۔

☆اوگٹنا(اُگٹنا): (بکاف فارسی مفتوح وتای ہندی ساکن ونون بالف کشیدہ)
مصدراست بمعنی عیوبِ طرفِ ثانی راہنگامِ غصّہ ومخاصمت برزبان آوردن وبہ بدی یادکردن۔ محاورۂ زنان باشد۔

☆اوگرا: (بوواومجہول وکاف فارسی ساکن ورای مہملہ بالف کشیدہ)
عبارت ازطعام بدمزہ وبدطعم مثل آنکہ سوس انداختہ پزند۔

مسرور متوکل ہوں، شکر عادت ہے
اوگرا بھی ہزار نعمت ہے

☆اوگل (اُگل) پڑنا واوگلنا (اُگلنا): (بواو بیانِ ضمّہ وکاف فارسی مفتوح ولام ساکن وبای فارسی مفتوح ورای مہملہ ساکن ونون بالف کشیدہ)۔
(الف) بیرون آمدن شمشیرازنیام بدون کشیدن۔

لمؤلفہ: وہ بسمل ہوں ، جب ہاتھ قاتل نے کھینچا
گلے پر مِرے گر پڑی تیغ اُگل کر

(ب) بمعنی فرو ریختن چیزی از دہن، بجبر باز دادن۔

وزیرؔ لکھنوی:
بہنے لگے ہیں چشمِ دلِ مضطرب سے اشک
دانے اُگل رہی ہے مری آسیای دل

صباؔ لکھنوی:
نقدِ جاں کو تنِ خاکی کہیں رکھ سکتا ہے
دیکھیں اُگلے یہ خرابہ نہ خزانہ کب تک

آتشؔ لکھنوی:
دولتِ دُنیا سے مستغنی ہوں مَیں دیوانہ آج
گنج اُگل دیتا ہے میرے واسطے ویرانہ آج

صباؔ لکھنوی:
محشر کو چاہیے ہے اُگلنا پڑے تجھے
کھا کر تو مشتِ خاک کو خوش، اے زمیں! نہ ہو

(ج) واگلوانا و اُگلانا، ہر دو متعدیِ آنست۔

آتشؔ، مصرع:
گنج چھینے مہرے اُگلائے دہانِ یار سے

☆ اوگنا (اُگنا): (بکافِ فارسی ساکن و نون بالف کشیدہ)

بمعنی روئیدن۔

آتشؔ لکھنوی:
اُلجھا ہے دل بتوں کے گیسوے پُر شکن میں
اُگتی ہے جاے سبزہ کنگھی مرے چمن میں

رشکؔ لکھنوی:
تم کھڑے ہوتے نہیں، اُگتا ہے طوبیٰ کا درخت
صحنِ جنت ہے، تمھارے گھر میں انگنائی نہیں

ناسخؔ لکھنوی:
مَیں ایسا پاک دامن ہوں، یقیں ہے بعدِ مُردن بھی
بجاے سبزہ تُربت پر اُگے گا پنجۂ مریم

اسیرؔ لکھنوی:
داغ کھا کھا کر ہزاروں بسکہ مَیں نے جان دی
جو اُگا گُل میری تربت پر، ہزارا ہوگیا

صباؔ لکھنوی:
حشر کو قبر سے ہم سوختہ دل کیا اُٹھیں
خاک میں مِل کے اُگے دانۂ بریاں کیوں کر

☆ اَوگی: (بالف مفتوح وواوساکن وکاف فارسی تحتانی معروف)
مخمل وغیرہ موافقِ پاپوش تراشیدہ، آنرا زراندوز کردہ، بالای پاپوش می کشند۔

ناسخ لکھنوی: سؤرج تو بنا سنہری اوگی
سؤرج کی کرن کرن بنی ہے

برق لکھنوی: تری چوٹی کے لیے چاہیے سؤرج کی کرن
اوگیاں بدلے ستاروں کے بنیں تاروں کی

☆اول: (بواومجہول ولام)۔
(الف) کسی کہ عوضِ محبوسی بقید باشد۔

بحر لکھنوی: رہائی نہ دیں گے وہ قیدِ ستم سے
نہ جب تک مری جان کو اول لیں گے

قلق لکھنوی: کیا کیا نہیں دُکھ قیدِ مصیبت کے سہے ہیں
برسوں دلِ ناشاد مرا اول رہا ہے

سحر لکھنوی: ہم کو چھوڑا جو قیدِ گیسو سے
دلِ وحشت زدہ کو اول لیا

(ب) واول لیناورکھنادیناوہوناہمہ مستعمل۔

☆اولا: (بواومجہول ولام بالف کشیدہ)۔
(الف) بمعنی ژالہ کہ ازابرمی بارد۔

وزیر لکھنوی: نہیں منظور ہے رو کر تمھیں رسوا کرنا
لو اٹھا لیتے ہیں اولے کی طرح ہر آنسو

سودا: آگے جاتا نہیں ہے اب بولا
ہوگئی ہے زبان بھی اولا

(ب) ونیزازقندکلولہ ہاسازندوآنراہم اولامی نامند۔

شعور لکھنوی: اُس بت بغیر ہے بہ خدا خواب و خور بھی تلخ
پتھر ہمارے حق میں مٹھائی کے اولے ہیں

☆اولتی: (بلام ساکن وفوقانی بتحتانی معروف)

کنارۂ زیرین سفالہ پوش وغیرہ کہ آب ازان برزمین می ریزد۔

بحرلکھنوی: سبزہ روئیدہ ہے ہر جا، گھر زمرد پوش ہے
بن گئی ہے اولتی سلکِ گُہر برسات میں

☆اولتی کا پانی بلینڈی نہیں چڑھتا: (بلینڈی، ببای موحدہ مفتوح ولام بتحتانی مجہول ونون غنہ ودال ثقیلہ بتحتانی معروف)

چوبیکہ جانب اعلا سفالہ پوش وخس پوش برای استحکام باشد، واین محاورہ کنایہ است ازانکہ، چنانکہ آب از جانبِ پائین بسوی بالانمی رود، فلان کارہم نتواند شد۔

منتظر: دل کو اُس سرو کے، یہ اشک کریں کیا پانی
اولتی کا تو بلینڈی نہیں چڑھتا پانی

☆اولٹا (اُلٹا): (بواو بیانِ ضمہ ولام ساکن وتای ثقیلہ بالف کشیدہ)۔

(الف) بمعنی برخلاف وبرعکس۔

لموٴلفہ: مرے ہی سامنے دامن اُٹھا کر ناز سے چلنا
مجھی سے پھر گِلہ اُلٹا مرے چاکِ گریباں کا

(ب) وبمعنی واژگوں۔

وزیرلکھنوی: کیا یاددہ وہ ہے کسی خانہ خراب کا
اُلٹا پڑا ہُوا ہے جو ساغر حباب کا

(ج) واُلٹاپلٹا بہ طورتابع ومتبوع مستعمل۔ یعنی بجای بیان دشواری وغیرممکن بودن کاری استعمال کنند۔

☆اولٹااولٹا (اُلٹااُلٹا) دم لینا: (الف) کنایہ ازدم واپسیں باشد۔

بحرلکھنوی: پھر اُلٹ کر نہ خبر لی، ہوئے ایسے غافل
اب تو آؤ کہ مَیں لیتا ہوُں دم اُلٹا اُلٹا

(ب) واُلٹے دم لینا (بتحتانی ہای مجہول) کثیرالاستعمال است۔

نکہت دہلوی: ہاتھ سے جو غیر، کے ساغر صنم لینے لگا
مَیں بہ رنگِ قلقلِ مے، اُلٹے دم لینا لگا

☆اولٹ پلٹ (اُلٹ پلٹ): (بہر دو لام مفتوح و بای فارسی مفتوح و ہر دو فوقانی ثقیلہ) درہم برہم و تکرارِ باہم و رجعتِ مکرّر۔

لموٴلفہ بدین معنی در صفت اسپ: ورقِ گنجفہ ساں ساتھ پھریں لیل و نہار
گشت کے وقت کرے یہ جو اُلٹ اور پلٹ

☆اولٹا (اُلٹا) پھرنا: بجر درسیدن بمقامی بازگشتن۔

آتش لکھنوی: گِلہ ہے حشر کے دن ہم کو سخت جانی سے
ہزار بار پھری آن کر قضا اُلٹی

ناسخ لکھنوی: پھر گیا ہے اُدھر اُلٹا کوئی آتے آتے
سانس اُلٹی دلِ بے تاب اِدھر لیتا ہے

ذوق لکھنوی: جب یہ دیکھا نہ مِلا مجھ میں کہیں میرا پتا
پھر گیا نامہ بہِ یار خط اُلٹا لے کر

☆اولٹا (اُلٹا) تمانچا: عبارت است از پشتِ دست زدن۔

بحر لکھنوی: مرگیا مَیں جو مجھے پیار سے مارا اُس نے
سیدھی تلوار ہُوا، اُس کا تمانچا اُلٹا

☆اولٹا (اُلٹا) جواب: بمعنی جوابِ معکوس کہ مخالفِ سوال و خلافِ مقصودِ سایل باشد۔

وزیر لکھنوی: کیجیے کیا بات اُس کج طبع سے
دے گا چرخِ واژگوں اُلٹا جواب

☆اولٹا (اُلٹا) دریا بہنا: برعکس روان بودنِ آبِ دریا و مجاز اُبر کارِ ناممکن اطلاق کنند۔

بحر لکھنوی: بحر کیا کوچہٴ جاناں سے پھرے گھر کی طرف
کبھی دیکھا نہیں بہتے ہوئے دریا اُلٹا

☆اولٹا دہڑا (اُلٹا دھڑا) باندھنا: (دال مہملہ مخلوط الہا مفتوح و رای ہندی بالف کشیدہ) الزام برعکس دادن و بمواخدہ بیجا ماخوذ ساختن۔

قلق لکھنوی: کرے کا باندھ کر اُلٹا دھڑا، صیاد قید اُس کو
زرِ گل تولے گی بلبل، جو نظروں کی ترازو میں

بےخود لکھنوی در مثنوی: جو سودائے اُلفت کوئی مول لے
کریں قتل اُلٹا دھڑا باندھ کر

☆اولٹا (اُلٹا) زمانہ: بمعنی زمانہ برعکس کہ ظہورِ امورِ خلاف دران باشد، مانند انکہ کسی باکسی نکوئی کند واو بپاداشِ آن بدی نماید، گویند کہ اُلٹا زمانہ ہے۔

اسیر لکھنوی: آپ ہی ظلم کرو، آپ ہی شکوہ اُلٹا
سچ ہے صاحب! روش اُلٹی ہے زمانہ اُلٹا

☆اولٹا (اُلٹا) شکوہ: جای گویند کہ کسی بجای شکر کند یا اینکہ گنجایشِ گلہ باین کسی بود بالعکس طرف ثانی گلہ آغاز نہد۔

صبا لکھنوی: ہمی کو رنج دے کر اُلٹے شکوے ہم سے کرتے ہو
جواب اپنا نہیں رکھتے ہو تم باتیں بنانے میں

☆اولٹا (اُلٹا) کارخانہ: کنایہ از کارہای کہ برعکسِ رواج وعادات بود۔

جناب اسیر: زمانے کا ہے اُلٹا کارخانہ
فلک پر ہے مسیحا، تو زمیں پر

☆اولٹا (اُلٹا) لٹکانا: (الف) معکوس آویختن کہ نوعی از تعزیز است۔

آتش لکھنوی: اپنی زلفوں کے اُلجھنے سے خفا وہ شوخ ہے
جس نے سیدھی بات کی، اُلٹا اُسے لٹکائے گا

(ب) ولٹکنا، لازم آن۔

شعور لکھنوی: عکسِ شمشاد لب جو نظر آیا اُلٹا
ہم سری کی جو قدِ یار سے لٹکا اُلٹا

☆اولٹ پھیر (اُلٹ پھیر): (بای فارسی مخلوطہ مجہول ورای مہملہ)
عبارتست از کلامِ غیر مرتب ومعاملہ برہم شدہ۔

ابھی اُس کے آنے میں جو دیر ہے
یہ قسمت کا اپنی اُلٹ پھیر ہے

☆ اولٹنا (اُلٹنا): بمعنی واژگوں شدن۔

☆ اولٹ (اُلٹ) کے جواب دینا: بمعنی رد کردن کلامِ طرفِ ثانی است۔

آتش لکھنوی: جواب اُلٹ کے نہ کیوں کر مَیں اُس کے بدلے دوُں
کڑی بُرے لیے ہے گوش بے زباں سنتا
ہے اُنھیں وقتِ گفتگو یہ حجاب
کبھی دیتے نہیں اُلٹ کے جواب

☆ اولٹ (اُلٹ) مارنا: بمعنی واژگوں برزمین زدن۔

ظفر شاہ دہلوی: کسے ہے پاسِ عصمت اے ظفر! مستی کے عالم میں
جہاں چاہا اُسے چھیڑا، جہاں چاہا اُلٹ مارا

مستعملہ دہلی ست۔

☆ اولٹوانسی (اُلٹوانسی): (بلام ساکن وفوقانی ثقیلہ مضموم وواو بالف کشیدہ ونون غنہ وسین مہملہ وتحتانی معروف) بمعنی واژگونیِ کار وسخن، ورای مہملہ وکاف عربی وتحتانی معروف، عبارت از سخنہای کبیر بود وآن نفیری بود آزاد مشرب کہ کلامِ او علی الظاہر برعکسِ عادات ورواج مینمود۔

☆ اولٹوانسی کبیر کی: (بکاف عربی مفتوح وبای موحدہ وتحتانی معروف)

رشک لکھنوی: جتنے کرو گناہِ کبیرہ ، ملے ثواب
کہتے ہیں اُلٹوانسی اِسی کو کبیر کی

واُلٹی کبیر کی ہم گویند، چنانکہ۔

آتش لکھنوی گفتہ: بے ہودہ گفتگو نہیں مردِ فقیر کی
سیدھی ہے، سمجھے تو اگر اُلٹی کبیر کی

☆ اولٹے (اُلٹے): (بواو غیر ملفوظہ وتحتانی مجہول) بمعنی برعکس۔

ناسخ لکھنوی: کدورت اپنے چہروں کی نظر آتی ہے لوگوں کو
تماشا ہے کہ اُلٹے آئنے میں زنگ ٹھہرایا

☆اولٹی (اُلٹی) بات: (بلام ساکن وفوقانی ثقیلہ وتحتانی معروف)۔
(الف) بمعنیٰ سخن وکارِ معکوس یعنی خلافِ راستی ومخالفِ مقصود۔

لموٴلفہ: شیطاں کبھی رقیب سے ہوتا نہیں جُدا
اُلٹی ہے بات، پیر ہے پیَرو مُرید کا

اسیر لکھنوی: ایسے ابرو کے ہیں عاشق کہ کریں اُلٹی بات
دیکھیں ماہِ رمضاں دیکھ کے تلوار آنکھیں

(ب) وبتکرار، یعنی اُلٹی الٹی۔

صبا لکھنوی: اُلٹی اُلٹی، نہ کیوں ہوں باتیں
ٹیڑھے ٹیڑھے، خفا خفا ہو

☆اولٹے (اُلٹے) پاؤں پھرنا: (بتحتانی مجہول)
بجز درسیدن بمقامی برگشتن کہ آنرا رجعتِ قہقری گویند۔

اسیر لکھنوی: ہوں وہ پیاسا مَیں، زبانِ خشک دکھلاؤں اگر
سیل اُلٹے پاؤں پھر جائے ابھی کہسار کو

کیف لکھنوی: جاکے مسجد میں جو توبہ شکنی یاد آئی
اُلٹے پاؤں طرفِ خانۂ خُمار پھرا

☆اولٹی (اُلٹی) پٹّی پڑھانا: (اوّل بتحتانی معروف وبای فارسی مفتوح وتای ہندی مشدد وبتحتانی معروف
وبای فارسی مفتوح ورای ہندی مخلوط بہاونون، ہردو بالف کشیدہ)
تعلیمِ مضمون برخلاف نمودن کہ موجبِ مفسدہ گردد۔

جان صاحب لکھنوی نصیب سیدھا اگر ہے میرا، مچکتی نکلے گی کھاٹ اُس کی
درریختی: وہ سکھ نہ پائے گی جس نے بھیجا ہے، اُلٹی پٹی تمھیں پڑھا کر

☆اولٹے (اُلٹے) پلٹے: (بفتح بای فارسی وسکون لام وتای ثقیلہ ویای مجہول)
بمعنی درہم وبرہم وابتر وپریشان میگویند کہ "اوراق کتاب کے اُلٹے پلٹے پڑے ہیں"۔
اُلٹے متبوع وپلٹے تابع باشد۔

☆اولٹی (اُلٹی) ٹانگیں گلے میں پڑنا: جای گویند کہ کسی فکر بدی برای دیگری کند وخود درآن ضرر مبتلا گردد۔

انشا:
ہوں اُلٹی ٹانگیں اُس کے گلے میں پڑی ہوئی
جو کوئی اُس سے جاکے ہمارا گِلہ کرے

☆اولٹے (اُلٹے) چور کوتوال کو ڈانٹیں: این مثل جای گویند کہ خطا کار از دلیری وشوخ چشمی خواہد کہ حاکم را زیر کند۔

☆اولٹی چہری (اُلٹی چھری): (جیم فارسی مخلوط الہا مضموم ورای مہملہ بتحتانی معروف)
کنایہ از سختی شدید۔

دیکھا جو غیر کو ، تو لگا آنکھ مارنے
اُلٹی چھری سے ذبح کیا مجھ کو یار نے

☆اولٹی (اُلٹی) رسم: (بتحتانی معروف)
رسمی کہ خلافِ رواج بود۔

ناسخ لکھنوی:
دیکھی جہانِ عشق میں اُلٹی ہر ایک رسم
محمود ہے غلام تو صاحب ایاز ہے

☆اولٹی (اُلٹی) سانس: (بتحتانی معروف)
بمعنی سوء تنفس وکنایہ از دمِ واپسیں۔

بحر لکھنوی:
پھر اُلٹ کر جو خبر میری وہ جاناں لیتا
سانس اُلٹی نہ مریضِ تپ ہجراں لیتا

شعور لکھنوی:
سانس اُلٹی جو لگی چلنے دمِ نزع مری
ہاتھ عیسیٰ نے زمیں پر وہیں مارا اُلٹا

☆اولٹی (اُلٹی) سمجھ: (بتحتانی معروف)
فہم نادُرست وکج وبرعکس۔

مومن خان دہلوی:
بوسے دمِ غضب لیے ، اُلٹی سمجھ تو دیکھ
بل جو پڑا جبیں پہ تمنا کو لب ہُوا

☆اولٹی (اُلٹی) سُنانا: (بتحتانی معروف)
سخنہای مخالف و معکوس گفتن۔

ناسخ لکھنوی: مَیں نے خوابِ وصل کو اُس سے کِیا ہے جب بیاں
اُس نے اُلٹی ہی سُنائی ہے مجھے تعبیرِ خواب

اسیر لکھنوی: جلنے کا خوف داغ سے ہے جسمِ زار کو
اُلٹی سنو کہ پھوُل سے کھٹکا ہے خار کو

☆اولٹی (اُلٹی) سوُجھنا: فکرِ ناراست و اندیشہ مخالف و کار برعکس عادت و عقل کردن۔

وزیر لکھنوی: سوُجھی ہے اُلٹی دشت نوردی میں ، اے جنوں!
پاؤں میں آبلے کی طرح سے کلاہ ہو

صبا لکھنوی: اُلٹی ہی تجھے سوجھتی ہے، اے فلکِ دوُں!
سیدھی کبھی تجھ سے مِری قسمت نہیں ہوتی

ناسخ لکھنوی: بجای شیشہ ، واژوں ساغرِ لب ریز ہوتا ہے
ہمیشہ کیا ہی اُلٹی سوجھتی ہے بختِ واژوں کو

☆اولٹی سیدہی (اُلٹی سیدھی) سُنانا یا سُننا: رطب و یابس و خوب و زشت بطور ملامت بکسی گفتن یا از کسی شنیدن۔

تہمت دہلوی، قطعہ: بد زباں اتنا تو آگے بتِ عیّار نہ تھا
کوئی عیّار مگر اُس کو سِکھا دیتا ہے
کہ جو ناحق میں وہ چار اب مجھے اُلٹی سیدھی
جب نہ تب مجھ کو جو دیکھے ہے سُنا دیتا ہے

☆اولٹی سیدہی (اُلٹی سیدھی) نہ سمجھنا: نہ فہمیدن خوب و زشت و حُسن و قُبح۔

آتش لکھنوی: جو مُنہ میں یار کے آتا ہے بک جاتا ہے، اے آتش!
نہ اُلٹی ہی سمجھتا ہے ، نہ وہ رشکِ قمر سیدھی

☆اولٹی (اُلٹی) سیفی: باید دانست کہ دُعا وکلماتِ مقررہ را معکوس کردہ، برای مقہوریِ اعدا و ہلاکِ دشمن میخوانند وآن طریقۂ خاص را اُلٹی سیفی میگویند وکنایہ از کمال سریع التاثیر بودن دعای وغیرہ باشد۔

وزیرؔ لکھنوی: سُن کے اسمِ حُور بے دیکھے ہوئے مرنے لگے
اُلٹی سیفی بن کے نکلا مُنہ سے اُلٹا نامِ روح

☆اولٹی (اُلٹی) عقل: عقلِ ناصواب کہ از جادہ سلامت بعکس رود و ہموارہ ناصواب را پسند نماید۔

اسیرؔ لکھنوی: راست بازوں سے اسیرؔ اس کو ہے ضد
عقل اُلٹی ہے تو فہمِ یار کج

☆اولٹی (اُلٹی) قسمت: بمعنی طالعِ بد۔

رشکؔ لکھنوی: قسمت اُلٹی ہے کیا کروں اُس کو
دوست دشمن ہے ، دوش دؤں کس کو

☆اولٹی (اُلٹی) گنگا بہنا: (الف) کنایہ از برعکس بودن معاملہ۔

اسیرؔ لکھنوی: ہم تو پیاسے رہیں، مے غیر کو دے پیرِ مغاں
اُلٹی اِس شہر میں بہتی ہوئی گنگا دیکھی

(ب) واُلٹی گنگا بہانا یعنی بمصدر متعدی ہم مستعمل۔

☆اولٹے (اُلٹے) مُلک کے ہونا: (تحتانی مجہول)
نسبت کسی کہ ہر سخن وکارش بعکس باشد۔

انشاؔ دہلوی: عجب اُلٹے مُلک کے ہیں اجی آپ (بھی) کہ ہم نے
کبھی بات کی جو سیدھی تو مِلا جواب اُلٹا

محاورۂ دہلی است۔

☆اولٹی (اُلٹی) ہوا چلنا: کنایہ از مخالفتِ بخت ونصیب۔

ناسخؔ لکھنوی: ہم صفیرو! دیکھنا قسمت ، چلی اُلٹی ہُوا
اُڑ گئے گلشن جو بعد از ذبح اپنے پر کھلے

آتش لکھنوی: نگاہِ یار کے پھرتے ہی ہم سے، اے آتش
زمانہ پھر گیا، چلنے لگی ہَوا اُلٹی!

☆اول جلول: (بواو معروف ولام وجیم عربی مفتوح ولام بواو معروف ولام درآخر) بمعنی سخنان وکارہای سفیہانہ وشخصِ بیہودہٗ۔ محاورہ زنان وعوام است۔

حکیم نواب مرزا لکھنوی: بات کا کچھ سلیقہ، خاک نہ دھوٗل
نوج! اتنا ہو کوئی اوٗل جلوٗل

☆اولجھانا (اُلجھانا): (بواو بیانِ ضمہ ولام مفتوح وجیم تازی بہای مخلوطہ ساکن ونون، ہردو بالف کشیدہ)
(الف) بمعنی گرہ درگرہ کردن ریسمان وموو غیرہ۔
(ب) ونیز بمعنی تنگ نمودن واُلجھنا لازم آن بمعنی بحث وتکرار درآویختن۔

لمؤلفہ: بُلبلوں کو دیکھ کر شیدائے گُل
وہ بہت اُلجھے گلے کے ہار سے

(ج) وبمعنی پیچ درپیچ شدن چیزی بچیزی۔

قلق لکھنوی: دھجیاں اُس کے گریباں کی اُڑادوں گا ابھی
دستِ وحشت سے اگر دامنِ کہسار اُلجھے

(د) وبمعنی تنگ درح شدن۔

قلق لکھنوی: چشمِ مے گوں تری یوں کرتی ہے گردش میں کمی
مستِ مے چلنے میں جیسے دمِ رفتار اُلجھے

(ہ) وبمعنی مبتلا بودن۔

قلق لکھنوی: کچھ نہیں فکرِ نجاتِ عملِ بد اُن کو
کس قدر جال میں دُنیا کے ہیں زر دار اُلجھے

(و) والجھاؤ، حاصل مصدر۔

رشک لکھنوی: ہمیں پھنساتا جو دامِ گیسو، نہ پڑتا الجھاؤ یک سرِ مُو
جو بیڑیاں آپ ڈالتا تو، نہ ہم تڑپتے نہ غُل مچاتے

(ز) بمعنی در کشاکش افتادن۔

کیفؔ لکھنوی:
مژگاں پر آکے لختِ جگر یوں ہے بے قرار
تیراک جس طرح کوئی اُلجھے سوار میں

غافلؔ لکھنوی:
ہم تو یاں اُلجھے ہیں دامِ اُلفتِ صیاد میں
لوٹ تو گُل کے مزے اب کے برس، اے عندلیب!

(ح) واُلجھ بیٹھنا، دفعۃً بنزاع پیش آمدن و برسرِ بحث و گفتگو رسیدن۔

بحرؔ لکھنوی:
بات کیا تھی، کیوں اُلجھ بیٹھا تھا وہ آرام جاں
بحرؔ! کیا ٹھہری، کہو تو ، فیصلہ کیوں کر ہُوا

قلقؔ لکھنوی:
ہم اے قلقؔ! رقیبوں سے آخر اُلجھ پڑے
ہنگامِ غیظ ہو نہ سکا زینہار ضبط

(ط) واُلجھن (بالام ساکن وجیم مفتوح وہای مخلوطہ ونون)
حاصل بالمصدر اُلجھنا باشد، بمعنی تنگ دستی۔

حکیم نواب مرزا لکھنوی:
بحرِ اُلفت اُسے ڈبونے لگی
ایک اُلجھن سی دل کو ہونے لگی

☆اولجھیڑا (اُلجھیڑا): (بالام ساکن وجیم مکسور وہای مخلوطہ وتحتانی مجہول ورای ثقیلہ بالف کشیدہ) بمعنی جھیڑا باشد۔

جراَت:
اُس سے جوں موجِ رواں ، جس کو پڑا اُلجھیڑا
نہ مِلا، پر نہ مِلا، اُس کا کہیں تھل بیڑا

انشاؔ دہلوی:
سخت قصّے کڈھب کڈھب چھیڑے
اُس کے سلجھائے تونے اُلجھیڑے

قلقؔ لکھنوی در مثنوی:
جب بڑھا الغرض وہ اُلجھیڑا
بات کو مثلِ زُلف طوُل ہُوا

☆اولجھے (اُلجھے) اشعار: (بتحتانی مجہول)

اشعاری کہ در معنیِ آن پیچیدگی باشد و مقصودِ شاعر از آن صاف بفہم نیاید۔

اسیرؔ لکھنوی:
پیچ مضموں کا نہیں ، پیچ ہے قسمت کا اسیر
دل پریشان ہے، کیوں کر نہ ہوں اشعار اُلجھے

☆اولجھے (اُلجھے) بال: موہای پیچیدہ، شانہ نا کردہ۔

آتش لکھنوی: خیال آتا ہے آئینے کا، مُنہ اُس میں وہ دیکھیں گے
اب اُلجھے بال سُلجھانے کی خاطر شانہ آتا ہے

☆اوّل رہنا: (بفتح اوّل وواو مشدّد مفتوح)
غالب و مقدّم ماندہ۔

اسیر لکھنوی: ہُوا ہے معرکہ جب عشق کا گرم
ہمی عشّاق میں اوّل رہے ہیں

☆اول فول: (بالف مفتوح وواو ساکن ولام وفای مفتوح وواو ساکن ولام)
بمعنی کلام بیہودہ ولایعنی۔

حکیم نواب مرزا لکھنوی: پہلے غصّہ تھا، طور تھے بے طور
بکتے تھے اول فول اور ہی اور

☆اولما: (بواو مجہول ولام ساکن ومیم بالف کشیدہ)
پوستِ انسان یا حیوان کہ بآبِ گرم گداختہ، از گوشت جدا شود۔

مسرور: گرم آنسو گرے جو آنکھوں سے
اولما ہوگیا بدن میرا

☆اولمبا (اُلمبا): (بواو بیانِ ضمّہ وفتح لام وسکون میم وبای موحدہ بالف کشیدہ)
صلابتی کہ بسبب دمل وریش بمقابلۂ آن افتد و درد کند۔

☆اول منزل پہنچانا: تا گور رسانیدن ودفن کردن۔

جرأت: کوچۂ قاتل میں آکر مجھ کو جو پہنچا گئے
گویا اوّل منزل آئے تھے وہ پہچانے مجھے

☆اولہنا (اُلہنا): (بواو بیانِ ضمّہ ولام مفتوح وہای ہوز ساکن ونون بالف کشیدہ)
(الف) بمعنی الزام۔

نکہت لکھنوی: کیا کہیں کچھ کہ وہ کہتے ہیں نہ کہنا ہم کو
بوسہ دیتے نہیں، دیتے ہیں اُلہنا ہم کو

(ب) ودر لکھنؤ استعمالِ این لفظ بیشتر در محاورۂ زنان است۔

☆ اوّل ہونا: کنایہ از ممتاز بودن۔

ناسخ لکھنوی: تو وہ اوّل ہے حسینوں میں کہ ثانی ہی نہیں
ورنہ جو اوّل ہے جانی اُس کو ثانی چاہیے

☆ اولے پڑنا: بمعنی ژالہ باریدن وآن اکثر باعثِ بربادی وخرابیِ زراعت میباشد۔

اشک لکھنوی: نہاتا میں نہیں اِس خوف سے اشک!
پڑیں اولے نہ کشتِ آرزو پر

☆ اولیچنا (اُلیچنا): (بواو بیانِ ضمہ ولام بتحتانی معروف وجیم فارسی ساکن ونون بالف کشیدہ)

(الف) آب از سبو یا کفِ دست یا دلو از چاہ یا حوض وغیرہ کشیدن، وبیرون افگندن۔

صبا لکھنوی: سرشکِ چشم بہاتا ہوں عشقِ دنداں میں
اُلیچتا ہوں سمندر کو مَیں گُہر کے عوض

(ب) وبعضی این لغت را بفتحِ لام وبغیر تحتانی خوانند۔ (اُلچنا)

☆ اولیل (اُلیل) کرنا: (بلام وبتحتانی مجہول بلام ثانی رسیدہ)

جستن اسپ بطور خوش فعلی ہا۔

قلق لکھنوی در مثنوی، ہاتھ پر وہ اُلیل کرتے ہوئے
در صفتِ اسپ: ہر قدم پر وہ خود سنورتے ہوئے

☆ اولینڈنا (اُلینڈنا): (بلام وتحتانی مجہول ونون غنہ ودال ثقیلہ ونون بالف کشیدہ)

(الف) بمعنی ریختن چیزی از ظرفی۔ زبانِ قدیم دہلی است۔

سودا دہلوی: ترکش اولینڈ، سینہ عالم کا چھان مارا
مژگاں کے بان نے تو ارجن کا بان مارا

(ب) ودر لکھنؤ بجایش اونڈیلنا (اُنڈیلنا) بواو بیانِ ضمہ ونون غنہ ودال ثقیلہ وتحتانی مجہول ولام ساکن ونون بالف کشیدہ، گویند۔

لمؤلفہ: ساقی! کہیں شراب قدح میں انڈیل بھی
روشن ہو جب چراغ ، جو ہو اُس میں تیل بھی

☆اومس (اُمَس): (بواو بیانِ ضمہ ومیم مفتوح وسین مہملہ)
گرمی سخت کہ باحتباس ہوا در موسمِ برشگال بود۔

قلق لکھنوی: ضبطِ آہِ سرد و گریہ سے نہ کیوں دم پر بنے
سچ ہے ، کیا تکلیف دیتی ہے اُمَس برسات کی

☆اومنڈنا (اُمنڈنا): (بواو بیانِ ضمہ ومیم مفتوح ونون غنہ ودال ثقیلہ ساکن ونون بالف کشیدہ)
(الف) مصدر لازم بمعنی جوشیدن۔ چنانکہ گھٹا کا اُمنڈنا و دریا کا اُمنڈنا و غیر آن۔

ناسخ لکھنوی: ابھی دریائے اشک اُمنڈ آئے
کروں گر سیرِ آب ، اے قاصد!

(ب) بمعنی ہجوم آوردن۔

بے خود لکھنوی: اُمنڈ آئی ہے ایسی خلقِ خدا
کہ چھلنے لگا ہے کھوے سے کھوا

☆اومنگ (اُمنگ): (بواو بیانِ ضمہ ومیم مفتوح ونون غنہ وکاف عجمی)
بمعنی جوش و ولولہ۔ مثلاً جوانی کی اُمنگ۔

لمؤلفہ: نہاں تھا آنا کہ ہو نہ ظاہر، عیاں تھا جانا کہ سب ہوں ماہر
وہ دل میں آئے اُمنگ ہوکر، گئے تو چہرے کا رنگ ہوکر

بحر لکھنوی: بحر اب کہاں وہ ولولہ ، وہ جوش، وہ اُمنگ
آخر ہُوا شباب، ہوئی انتہائے عیش

قلق لکھنوی در مثنوی: جوبنوں پر شباب، اُمنگ کے دن
ستم انداز و ناز ، قہر کا سِن

شعور لکھنوی: خالی گیا جو یار کا پتھر، غضب ہُوا
پھینکا تھا اُس نے میری طرف کس اُمنگ سے

ناسخ لکھنوی: ہوں گا مَیں ایک جست میں مثلِ شرر تمام
پیری میں، وحشتوں کی دلا! کیوں اُمنگ ہے

☆اومیٹھنا (اُمیٹھنا): (بواو بیانِ ضمہ ومیم وتحتانی مجہول وفوقانی ثقیلہ ساکن مخلوط بہاونون بالف کشیدہ)

(الف) بوضعِ خاص پیچ دادن۔

(ب) ومڑوڑنا بجائش فصیح۔ چنانکہ کان مڑوڑنا۔ (مروڑنا)

☆اون (اُن): (بواو بیانِ ضمہ ونون ساکن)۔

(الف) ترجمۂ آنہا باشد۔

آتش لکھنوی: سبزۂ خط کو دکھا کر تو نے مارا ہے جنھیں
حشر اُن لوگوں کا ہوگا خضر پیغمبر کے ساتھ

(ب) وتعظیماً بر واحد ہم اطلاق یابد۔

(ج) وبواو معروف (اوٗن) بمعنی پشم باشد۔

☆اونا: (بواو معروف ونون بالف کشیدہ)

قسمی از اقسامِ شمشیر است کہ باریک وکوتاہ باشد۔

رشک لکھنوی: چاند دیکھا، مُنہ ترا دیکھا نہیں
ماہِ نو ابروٗ سے اوٗنا ہوگیا

ناسخ لکھنوی: ہے جو عاشق تیرے ابروٗ پر ہلال
آگے تھا تیغ، اب وہ اوٗنا ہوگیا

☆اوناسی (اُناسی): (بواو بیانِ ضمہ ونون بالف کشیدہ وسین مہملہ وتحتانی معروف)

ترجمۂ ہفتاد ونُہ باشد۔ وبہ تشدید نون ہم مسموع است۔

☆اونتالیس (اُنتالیس): (بواو بیانِ ضمہ ونون ساکن وفوقانی بالف کشیدہ ولام وتحتانی معروف وسین مہملہ درآخر)

ترجمۂ سی ونُہ۔

☆اونتیس (اُنتیس): (بواو بیانِ ضمہ ونون ساکن وفوقانی وتحتانی معروف وسین مہملہ)

ترجمۂ بست ونُہ۔

ناسخ لکھنوی: بائیں دہنے ہیں جو دونوں تیرے ابرو ماہِ نو
ایک چاند انتیس کا ہے، ایک پورے تیس کا

☆اونٹ: (بواو معروف ونون غنہ وتای ہندی)
بمعنی شتر۔
ذوقؔ دہلوی: لحد کو چاہیے یوں پیرِ پشت خم دیکھے
سرا کو جیسے تھکا اونٹ دم بہ دم دیکھے
رشکؔ لکھنوی: اونٹوں کے دینے میں اونچا پہلوے ہمت مِلا
حد نہ تھی جود و سخا و بخشش و ایثار کی

☆اونٹانا: (بفتح اوّل وواو ساکن ونون غنہ وتای ہندی ونون، ہر دو بالف کشیدہ)
مصدر بمعنی جوش دادن۔
ہلالؔ لکھنوی، بند مخمس: رات دن چربی جو اونٹائی گئی اِس جرم پر
دیتے ہیں تعزیر اس کو چور کی اِس جرم پر
شاہدی بھرتے ہیں پروانے سبھی اِس جرم پر
ساقِ جاناں سے جو کی ہے ہم سری، اِس جرم پر

☆اونٹ بہے جائیں، مکڑ کہے، مجھے تھاہ ہی نہیں: (بہے، بموحدہ مفتوح وہای ہوز وتحتانی مجہول)
مشتق از بہنا۔ (ومکڑ، بمیم مفتوح وکاف عربی مشدد و مفتوح ورای ثقیلہ) عنکبوتِ کلاں را گویند۔
(وتھاہ، بفوقانی مفتوح وہای مخلوط بالف کشیدہ وہای مظہرہ در آخر)
بمعنی تہِ آب۔
این مثل جای گویند کہ مردِ فرومایہ اقدام بکاری کند کہ دست والا پایگان بدانجا نتواند رسید۔

☆اونٹ چڑھے کتا کاٹے: (چڑھے، بفتح جیم فارسی ورای ہندی مخلوط بہا وتحتانی مجہول)
فعلست مشتق از چڑھنا۔ (وکُتا، بکاف تازی مضموم وفوقانی مشدد بالف کشیدہ) بمعنی سگ۔
(وکاٹے، تای ہندی وتحتانی مجہول) مشتق از کاٹنا بمعنی گزیدن۔
واین مثل وقتِ ظہورِ امر خلافِ عقل وقیاس از کسی بر زبان می آرند۔ چہ ظاہر است کہ سوارِ شتر را سگ نتواند گزید۔

☆اونٹ کٹارا: (بکاف عربی مفتوح وتای ہندی ورای مہملہ، ہر دو بالف کشیدہ)
نباتی کہ آنرا اُشتر خوار گویند۔

☆اونٹ دیکھیے کس کل بیٹھے: کس، بکاف تازی مکسور وسین مہملہ ساکن، وکَل، بکاف تازی مفتوح ولام، و بیٹھے فعل بمعنی نشیند۔

مثل مشہوراست۔ترجمۂ اُشتر بکدام پہلو نشیند۔مراد آنکہ باید دید کہ چہ معاملہ پیش آید وانجام کار چہ بود و بجای کل، لفظ پہلو ہم مستعملست۔

جرأت:

کیا دکھاتا ہے یہ چرخِ بے مہار
بیٹھتا ہے اُونٹ کس کُل دیکھیے

نصیر دہلوی، قطعہ:

گرچہ مجنوں نے کہا ناقے سے یہ، اے ساربان!
ایک دن لیلا سے کہہ، کچھ تو ہمارے واسطے
دل میں اُس کے پر یہی ڈبکا رہا اب دیکھیے
بیٹھتا ہے اُونٹ کس پہلو ہمارے واسطے

☆اونٹ کی کون سی کل سیدھی: این مثل ہنگامِ اظہارِ کثرتِ آلام وبیانِ حالِ قبائح وذمایم استعمال میکنند۔

نصیر دہلوی، قطعہ:

ٹیرھا یدِ قدرت نے بنایا ہے جنھوں کو
دیکھے گا نصیر اُن کی نہ تو پشت برابر
مشہور ہے کل اونٹ کی ہے کون سی سیدھی
کج وضع نہیں رکھتے کبھو پشت برابر

☆اونٹ کے مُنہ کا زیرہ :این مثل جای گویند کہ شخص بسیار خوار را چیز اندک برای خوردن دہند وآسودگی اونشود۔

اسیر لکھنوی:

کھا گیا بے فائدہ مجھ کو فلک
اونٹ کے مُنہ کا مَیں زیرہ ہوگیا

☆اونچا: (بواو معروف ونون غنہ وجیم فارسی بالف کشیدہ)

بمعنی بلند۔

صبا لکھنوی:

شبِ غم میں مِرے نالے ذرا اونچے جو ہو جائیں
تزلزل کچھ نہ کچھ افلاک کی تعمیر میں آئے

اسیر لکھنوی:

طاق ایسے تو مے خانے کے اونچے نہیں ساقی!
کیوں ہاتھ میں میرے کوئی ساغر نہیں آتا

لمؤلفہ: نفوق رکھتی ہے سر گشتگی نخوت فروشی پر
کہیں دامن سے ہوتا ہے مقام اونچا گریباں کا

☆اونچاس (اُنچاس): (بواو بیانِ ضمہ ونون وجیم فارسی بالف کشیدہ وسین مہملہ درآخر)۔
(الف) بمعنی بلندی واونچان واونچائی، بہمین معنی است۔
(ب) وبسکون نون ترجمۂ چہل ونو دبود۔

☆اونچا سننا: (بواو معروف ونون غنہ)
بمعنی گراں گوش بودن۔

معروف دہلوی: شب اُس کوچے میں یہ باعث تھا، اپنے پکڑے جانے کا
کہ ہم سنتے تھے اُونچا اور واں تھا پاسباں گونگا

بحرلکھنوی: اُٹھائیں ہاتھ شیون سے، بس اب خاموش ہو بیٹھیں
فلک سنتا ہے اُونچا، ہم عبث فریاد کرتے ہیں

ذوق دہلوی: نالہ اِس شور سے کیوں میرا دُہائی دیتا
اے فلک! تجھ کو جو اُونچا نہ سنائی دیتا

☆اونچ نیچ: (بواو معروف ونون غنہ وجیم فارسی زدہ ونون تحتانی معروف وجیم فارسی)۔
(الف) بمعنی بلندی وپستی۔

میرحسن دہلوی: پڑے اپنے اپنے جو سب عیش بیچ
نہ سمجھے زمانے کی کچھ اُونچ نیچ

(ب) واونچا نیچا، بمعنی بلند وپست باشد۔

☆اونچوں کو جھکا دینا: کنایہ از غالب آمدن برسرکشان۔

بحرلکھنوی: غرض بھی کیا بُری شے ہے جُھکا دیتی ہے اُونچوں کو
سوار اِس راہِ ناہم وار میں سایہ سا پیدل ہے

☆اونچے اونچے: (بواوہای معروف وتحتانیہای مجہول)
کنایہ از کسان بلند مرتبہ۔

لموٗلفہ: اُونچے اُونچوں کی مٹادی میرے گُل نے آب رو
چشمۂ خورشید گھٹ کر قطرۂ شبنم ہوا

☆اونچی چوٹی: (بواواوّل معروف ونون غنہ وجیم فارسی وتحتانی معروف وجیم فارسی وواو مجہول وفوقانی ثقیلہ وتحتانی معروف)

جعدی ست کہ خوبانِ طرحدارِ ہنداز قفا بلند نمودہ بوسطِ سری بافندو برپشت می اندازند واین وضع راز آرایش میدانند۔

☆اونچی دُکان: (کنایہ از دکانِ مشہور ونامی)

اسیرلکھنوی: مجمع نہیں یہ واعظِ منبر نشیں کے گرد
گاہک جُھکے ہوئے ہیں کہ اُونچی دُکان ہے

☆اونچی دکان پھیکا پکوان: مثل است۔ جامی گویند کہ باہمہ شوکت ودولتمندی خیر وعطا ظاہر نشود۔

ہلال لکھنوی: بے مزہ کیوں نہ ہو منبر سے دکانِ واعظ
پھیکے پکوان کو اونچی ہے دکانِ واعظ

☆اوند: (باواو مجہول ونون غنہ ودال مہملہ)

رسی را گویند کہ سایبان را بجانب بالا بدان محکم سازند۔

☆اوندھا: (بالفتح، واو ساکن ونون غنہ ودال مہملہ مخلوطہ بہا بالف کشیدہ)

معکوس وواژوں را گویند۔

بحر لکھنوی: حق بہ جانب ہے اگر ہم سے وہ مہ وش پھر جائے
چلن افلاک کا اوندھا ہے، زمانہ اُلٹا

سوداؔ دہلوی: اے چرخِ سفلہ پرور، اے آسمانِ بے مہر!
واژوں ہے عقل تیری، اوندھا ہے تو جنم سے

☆اوندھی پیشانی: (بالفتح وتحتانی معروف)

کنایہ از شخصِ منحوس وبدنصیب۔

مسرور نہ مقابل ہو اُس ابرو سے کہ لاثانی ہے
ماہِ نو دیکھ کے اوندھی تری پیشانی ہے

☆اوندھے مُنہ گرنا: (بتحتانی مجہول ومیم مضموم ونون غنہ وہای مخلوط درآخر وکاف فارسی مکسور ورای مہملہ ساکن ونون بالف کشیدہ)

برروافتادن۔

جان صاحب لکھنوی دررریختی:
مُنہ کی خورشید کھائے ، اے مہ تاب!
اوندھے مُنہ ہوکے آفتاب گرے

☆اونڈیلنا (اُنڈیلنا): (بواو بیانِ ضمّہ ونون غنہ ودال ثقیلہ ویای تحتانی مجہول ولام ساکن ونون بالف کشیدہ)

ریختن آب وغیرہ از ظرفی بظرفی یا بجای۔

رنگین درریختی:
کشتی میں کپی تیل کی ، انا! اُنڈیل ڈال
سؤکھے ہیں سر کے بال مرے، آکے تیل ڈال

☆اونسٹھ (اُنسٹھ): (بواو بیانِ ضمّہ ونون ساکن وسین مہملہ مفتوح وتای ثقیلہ ساکن وہای مخلوطہ)

ترجمۂ پنجاہ ونُہ باشد۔

☆اونکا (اُن کا) مُنہ ہے: (الف) بمعنی آنکہ چہ طاقت دارد کہ این کار کند۔

(ب) وبمعنی رو ورعایت ہم آید۔ چنانکہ گویند ''ہمیں زید کا مُنہ ہے جو عمرو کی عزت کرتے ہیں''۔

☆اونکے پٹومین گہسی ہین (اُن کے پٹّوں میں گھسے ہیں): (پٹّوں، ببای فارسی مفتوح وتای ثقیلہ مشدّد وواو مجہول ونون غنہ۔ وگھسے، بکاف فارسی وہای مخلوط وسین مہملہ ویای مجہول)۔

(الف) این محاورہ کنایہ از آنست کہ در پناہِ فلان جا گزیدہ اند۔

نکہت دہلوی:
صوُرتِ خال ترِ زلفِ سیہ کار تمام
اُن کے پٹّوں میں گھسے رہتے ہیں اغیار تمام

نصیر دہلوی:
مُنہ چڑھے کیوں کر نہ جیوں آئینہ بے گانہ رقیب
اُن کے پٹّوں میں گھسا ہے صورتِ شانہ رقیب

(ب) واُن کے پٹوں میں ہیں، نیز بہمین معنی آید وہمین فصیح است۔

☆اونکی (اُن کی) طرف تھوکیں بھی نہیں: (تھوکیں، بتای فوقانی مخلوط التلفظ وواو معروف وکاف تازی ویای مجہول ونون غنہ)

مشتق از تھوٗ کنا بمعنی تف کردن و این محاورہ کنایہ از کمال اظہارِ احتراز و اجتناب از چیزی باشد۔

آتش لکھنوی:
مسّی سے اُن لبوں کی تعلق جنھوں کو ہے
تھوکیں کبھی نہ سوسنِ آزاد کی طرف

☆ اونگلی (اُنگلی): (بواو بیانِ ضمہ و نون غنہ و کاف فارسی ساکن و لام و تحتانی معروف) بمعنی انگشت۔

☆ اونگلیانا (اُنگلیانا): (بواو غیر ملفوظ و نون غنہ و کاف فارسی مفتوح و لام ساکن و تحتانی و نون، ہر دو بالف کشیدہ)

(الف) کنایہ از انگشت بہر چہ بدتر کسی کردن۔

(ب) و بعضی بسکون کاف فارسی و کسر لام خوانند۔

☆ اونگلیان اوٹھنا (انگلیاں اُٹھنا): (بواو بیانِ ضمہ و نون غنہ و کاف فارسی ساکن و لام مکسور و تحتانی بالف کشیدہ و نون غنہ)

(الف) عبارت از آگاہانیدن و نشان دادن باشارۂ انگشت و ہمچنین اُنگلی اُٹھنا۔

وزیر لکھنوی:
مشورت کچھ قاتلوں میں ہے ہمارے قتل کی
بے طرح اُٹھنے لگی ہیں جانبِ سر اُنگلیاں

اسیر لکھنوی:
اُنگلی ہمیشہ خلق کی اُٹھتی ہے دید کو
نسبت ترے ضعیف سے کیا ماہِ عید کو

(ب) و کنایہ از کمال عظمت و حسن و خوبی باشد۔

بحر لکھنوی:
تری انگوٹھیوں پر کیوں نہ اُنگلیاں اُٹھیں
لگے ہیں لعل ترے ہاتھ سے نگینوں کو

(ج) و نیز کنایہ از رسوائی باشد۔ چنانکہ گویند کہ ’’فلانا شخص اوباشی میں ایسا بدنام ہے کہ اُس پر لوگوں کی انگلیاں اُٹھتی ہیں‘‘۔

لمؤلفہ درد و اسوخت:
دوٗر ادب سے ہے جو پنج آیتِ اقدس کہیے
اُنگلی اُٹھے جو ہلالی کا مخمس کہیے

☆ اونگلیان (اُنگلیاں) توڑنا: شکستن انگشتان باشد بعنوانی کہ آواز دہند۔

اسیر لکھنوی:
درد اعضا میں ہُوا، اُس نے جو لی انگڑائی
اُنگلیاں یار نے توڑیں تو مِرا دل توڑا

☆اونگلیاں (اُنگلیاں) چٹکانا: (جیم فارسی مفتوح وفوقانی ثقیلہ ساکن وکاف تازی ونون بالف کشیدہ)
کج کردن انگشتان بود بعنوانی کہ صدا از مفاصل آن برآید۔ زبانِ عوام است۔

وزیر لکھنوی:
ادا سے اپنی نہیں اُنگلیاں وہ چٹکاتے
یہ اُن کے ہاتھوں کی کرتی ہیں اُنگلیاں فریاد

بحر لکھنوی:
ہماری مرگ ہے ، تیری ادا یہ ، اے قاتل!
تنیچے چلتے ہیں ہم پر ، نہ اُنگلیاں چٹکا

☆اونگلیان (اُنگلیاں) چمکانا: (جیم فارسی مفتوح ومیم ساکن وکاف عربی ونون، ہردو بالف کشیدہ)
حرکات تیز تیز انگشتان بود کہ زنان ومخنثان وقت جنگ بطور اظہارِ شوخی وتمسخر بکار می برند۔

قلق لکھنوی در مثنوی:
مسکرا کر وہ حُور غمزے سے
اُنگلی چمکا کے بولی، ٹھینگے سے

برق لکھنوی:
مہر پنجے کو دکھاتا ہے بہت نخوت سے
اُنگلیاں تو بھی تو ، اے ماہِ منور! چمکا

☆اونگلیان (اُنگلیاں) چوسنا: (بجیم فارسی وبواو معروف وسین مہملہ ساکن ونون بالف کشیدہ)
مکیدن انگشتان۔ چنانکہ عادتِ طفلان است۔

میاں مصحفی:
اگر ہو مہرۂ گہوارہ سنگِ فرش اُس کا
نہ چوسے اپنی کبھی طفلِ شیر خوار انگشت

☆اونگلی (اُنگلی) پکڑتے پہنچا پکڑنا: (پونہچا، ببای فارسی باشمام ضمہ بواو غیر ملفوظہ ونون غنہ مخلوط الہا رسیدہ و جیم فارسی بالف کشیدہ وبعضی بغیر واو پہنچا می نویسند وبعضی ہای ہوز را قبل واو وبعد بای فارسی مینگارند)
بدین صورت پہونچا بمعنی ساعد واین محاورہ جای گویند کہ کسی باندک التفات کسی اختلاط وبے تکلفی متجاوز از حدِ اختیار کند۔

مؤلف:
مہربانی سے تری ، غیر نے پیچھا پکڑا
ہے مثل اُنگلی پکڑتے ہوئے پہنچا پکڑا

☆اونگلی (اُنگلی) دانتوں میں دبانا: انگشت زیرِ دندان آوردن وگزیدن۔ کنایہ از افسوس باشد۔

کیفؔ لکھنوی: مجھ کشتۂ انداز پہ آئے جو تأسف
انگلی عوضِ زلف وہ دانتوں میں دبالیں

☆اونگلی (اُنگلی) رکھنا: انگشت نہادن۔ کنایہ از عیب ظاہر کردن۔
اسداللہ خاں دہلوی کہ غالبؔ ہم تخلص میکردند: لکھتا ہوں اسدؔ سوزشِ دل سے سخنِ گرم
تا رکھ نہ سکے کوئی مرے حرف پہ انگشت
میاں مصحفیؔ: نہ لکھ، نہ پڑھ کہ زمانہ ہے عیب جوئی میں
رکھے ہے حرف پہ یاں سب کے روزگار انگشت

☆ونگلی (اُنگلی) کان پر رکھنا: (الف) نشنیدن کلام کسی و کنایہ از تحاشی و انکار۔
رنگینؔ دہلوی در ریختی: کان پر اُنگلی کو رکھ کر یوُں کہا
مَیں ترے گھر جاؤں گی، اے دوُر پار!
(ب) نزدِ راقم، این محاورہ انگلیاں کانوں پر رکھنا و کانوں پر ہاتھ رکھنا بودہ است و اُنگلی کانوں میں رکھ لینا ہم مستعمل۔
ناسخؔ لکھنوی: اپنی کہتا ہے موذن اور کی سُنتا نہیں
رکھ لے ہنگامِ اذاں اُنگلی نہ کیوں کر کان میں

☆اونگلی (اُنگلی) نہ لگانا: کنایہ از احتراز داشتن و در ماندن و مس نکردن۔
ذوقؔ دہلوی: مانع جو ہُوا دست درازی کو ترا عدل
پروانے نے پھر شمع کو اُنگلی نہ لگائی

☆انگلیونپر (اُنگلیوں پر) نچانا: کنایہ از مسخرہ کردن کسی را۔
قایمؔ دہلوی: اپنا عاشق وہ جس کو پاتا ہے
اُنگلیوں پر اُسے نچاتا ہے
نصیرؔ دہلوی: شیخی اتنی نہ کر اے شیخ! کہ رندانِ جہاں
اُنگلیوں پر تجھے چاہیں تو نچا سکتے ہیں

☆انگلیونسے (اُنگلیوں سے) گفتگو کرنا: کنایہ باشارہ ہای انامل سخن گفتن گنگ۔

لمؤلفہ: پلکوں سے وہ ، امیرؔ! لیا کرتے ہیں سلام
جس طرح گنگ اُنگلیوں سے گفتگو کریں

☆انگلیونکی (انگلیوں کی) پوریں: عقود بندہای انگشتان را گویند۔

☆انگلی (اُنگلی) ہلانا: کنایہ از روی ممانعت۔

میاں مصحفیؔ: کروں ہوں قصد جو مَیں اُس کے پاس جانے کا
ہلائے ہے وہ اشارے سے بار بار انگشت

☆اونگنا: (بواو معروف ونون غنہ وکاف عجمی ساکن ونون بالف کشیدہ)
چرب کردن گردونک ارابہ را بروغن۔

☆اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ: بیای مجہول وتای ثقیلہ مخلوط الہا تحتانی مجہول ولام ساکن وفوقانی تحتانی مجہول) مشتق از ٹھیلنا، این محاورہ جای گویند کہ کسی باندک التفات وتحریکِ دیگری از جا برود۔

ناسخؔ لکھنوی: مَر رہا تھا آپ میں ناحق ہُوا بدنام تو
اؤنگھتے کو ٹھیلتے کا اب بہانہ ہوگیا

☆اونگھتے کو سوجاتے دیر نہیں: مثل است۔ حاصلش آنکہ ہرگاہ آثار کیفیتی پدیدار شد در عروض آن کیفیت ورنگ راہ نمی یابد۔

صباؔ لکھنوی: عشق کہتے ہیں جسے وہ موت کا پیغام ہے
اؤنگھتے کو کچھ نہیں ہے دیر سوجاتے ہوئے

☆اونگہنا (اونگھنا): (بواو معروف ونون غنہ وکاف عجمی وہای مخلوط ونون بالف کشیدہ)
عارض شدن کیفیت آغاز خواب بود۔ بعربی آنرسنۃ گویند۔

میاں مصحفیؔ: کبھی جو آنکھ بھی جھپکی مِری تو اؤنگھ گیا
ہوئی نہ خوابِ فراغت سے آشنا مژگاں

ناسخؔ لکھنوی: خوابِ راحت کے تصرّف سے نہ اؤنگھیں گے ہم
چاہیے ہیں اُسی کوُچے کی ہَوا کے جھونکے

وآنکہ حاصلِ این مصدر است۔

انشآ دہلوی: شمیمِ کاکلِ پیچاں سے مَیں جو اُونگھ گیا
تو آپ کہنے لگے ، اس کو سانپ سُونگھ گیا

☆اونہتر (اُنہتر): (بواو بیانِ ضمہ ونون مفتوح وہای مخلوطہ وتای فوقانی مشدّد مفتوح ورای مہملہ) ترجمہ شصت ونُہ بود۔

اونہون (اُنھوں): (بواو ثانی معروف ونون غنہ، بروزنِ جنوں)۔

(الف) اسمِ اشارہ غایب است واطلاقش بر جمع ومفرد ہر دو آید واستعمالش در مقام فاعلیت است۔ چنانکہ گویند ''انھوں نے کل آنے کا وعدہ کیا ہے''۔

رشکؔ لکھنوی: جاڑا ہوکہ گرمی، رُخ و گیسو سے اُنھوں نے
جب قصد کِیا دن سے بڑی رات نکالی

(ب) ومتقدمین در مقامِ مفعولیت ہم آوردہ۔ چنانکہ۔

سوداؔ دہلوی،: خوں ریزی میں ترکوں سے تری چشم ہے ہم سر
خنجر سے انھوں کے صفِ مژگاں ہے برابر

(ج) واکنون رای بعضی از محققین آنکہ در حالتِ جمع بعدش فاعل را مظہر آوردن فصیح تر است۔ چنانکہ بجای ''انھوں نے کل آنے کا وعدہ کیا ہے''، ''اُن لوگوں نے کل آنے کا وعدہ کیا ہے''، گفتن فصیح است۔

☆اونے پونے: (بالف مفتوح وواو ساکن ونون تحتانی مجہول وبای فارسی مفتوح وواو ساکن ونون وتحتانی مجہول) محاورہ متحرفہ بودہ است، بمعنی کم وبیش۔ چنانکہ گویند ''وہ چیز اونے پونے بیچ ڈالو''، یعنی لحاظِ کمی و بیشی ونفع وضرر نکنید۔

منتظرؔ: جنس دل گر مول لیں خوبانِ دہر
اونے پونے بیچ ڈالا چاہیے

اونیس (اُنّیس): (بواو بیانِ ضمہ ونون مشدّد دو تحتانی معروف وسین مہملہ) ترجمہ نوزدہ۔

☆اوہ: (بواو مجہول وہای ہوز)
کلمہ ایست کہ ہنگامِ تعجب واستکراہ بر زبان رود۔

مسرور در جاناں پہ جو بیٹھے، بیٹھے
اوہ! اب کون یہاں سے اُٹھے

☆اوہا: (بواو مجہول وہا بالف کشیدہ)
اوجاغِ کوچک مدور کہ پہلوی اوجاغِ کلان ساختہ، دیگ بر آن گذارند و مقامِ آتش افروزی ہمان دہانہ اوجاغ کلان باشد۔

☆اوہ جی: (بواو مجہول وہای ہوز ساکن وجیم تازی ویای معروف)
کلمہ ایست کہ ہنگامِ اظہارِ بی پروائی بر زبان می آرند۔
قلق لکھنوی، مصرع: اوہ جی! لکھنؤ آباد رہے، کیا غم ہے
یعنی معشوق کہ با من در نمی آمیزد، پروای ازان ندارم۔ لکھنؤ آباد باشد، بسیار معشوقان ہم توانند رسید۔ واوہ، بغیر لفظ جی، نیز استعمال کنند۔

☆اوہو: (بواو بیانِ ضمہ وہای مشدد وواو مجہول) کلمہ ایست کہ استعمال آن بجای اظہارِ شوکت وعظمت و بمقام استکراہ واذیت بودہ است۔

☆اوہو ہو ہو: (بواو بیانِ ضمہ وہای ہوز وواو مجہول سہ بار)
کلمہ ایست کہ بمقامِ مدح واظہارِ عظمت ونیز تضحیک واستہزا بر زبان می آرند۔

☆اوہی: (بواو معروف وہای ہوز باشمامِ تحتانی)
کلمہ باشد کہ بیساختہ بر زبانِ زنان، ہنگامِ تعجب یا عارض شدن دردی جاری میشود ومحاورہ برای استحسانِ کلام ہم بر زبان رانند۔
جانِ صاحب لکھنوی دکھ اوہی کون روے عادت خدا ہی کھووے
در ریختی: نرگس چشم ہی ہووے دیدہ چھنال تیرا

پس نوشت:

امیر کی لغت نویسی کے تفصیلی مطالعے کے لیے درج ذیل مقالات ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں:۔
۱۔ ''امیر مینائی کی لغت نویسی اور اصول لغت نویسی''، مشمولہ ''تحقیق''، شمارہ ۱/۲۰۱۰ء (۱۹)
۲۔ ''معتمدین دفتر امیر اللغات کے مکتوبات''، مشمولہ ''تحقیق''، شمارہ ۵ (۱۹۹۱ء)
۳۔ ''دفتر امیر اللغات''، مشمولہ ''تحقیق''، شمارہ ۴ (۱۹۹۰)

مدیر

حواشی:

۱۔ مولوی عبدالحق: ''لغتِ کبیر'' ۱۹۷۳ء، جلد اوّل، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، ص ۳۶۔
۲۔ ڈاکٹر مسعود ہاشمی: اردو لغت نویسی کا تنقیدی جائزہ، ۱۹۹۲ء، ترقی اردو بیورو، دہلی، ص ۴۰ تا ۴۹۔
۳۔ ''ہماری زبان''، دہلی، جلد ۳۵، شمارہ ۳۶، ۱۹۶۴ء۔
۴۔ ''خطوط منشی امیر احمد'' ۱۹۲۴ء، اُردو پریس علی گڑھ، ص ۲۷۔
۵۔ مضمون، ''اُردو کی ذولسانی لغات'' مشمولہ ''لغت نویسی کے مسائل'' ۱۹۸۵ء، مرتبہ گوپی چند نارنگ، ماہنامہ کتاب نما، دہلی، ص ۱۴۱۔

فہرست اسنادِ محولہ:

۱۔ ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر (مدیر اعلیٰ)، ۱۹۷۷ء: اردو لغت جلد اوّل، کراچی، اردو لغت بورڈ۔
۲۔ ادیب، مسعود الحسن رضوی ادیب، سید، ۱۹۶۴ء: ہماری زبان،، دہلی، جلد ۳۵، شمارہ ۳۶۔
۳۔ امیر احمد، امیر مینائی: امیر اللغات، جلد اوّل و دوّم، لاہور، مکتبۂ کارواں۔
۴۔ امیر احمد، امیر مینائی، ۲۰۱۰ء: امیر اللغات، جلد سوّم، مرتبہ ڈاکٹر رؤف پاریکھ، طبع اوّل، لاہور، اورینٹل کالج۔
۵۔ ثاقب احسن اللہ ض (مرتب)، ۱۹۲۴ء: ''خطوط منشی امیر احمد''، اُردو پریس علی گڑھ۔
۶۔ عبدالحق، مولوی، ۱۹۷۳ء: لغتِ کبیر، جلد اوّل، کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان۔
۷۔ مسعود ہاشمی، ڈاکٹر، ۱۹۹۲ء: اردو لغت نویسی کا تنقیدی جائزہ، نئی دہلی، ترقی اردو بیورو۔
۸۔ نارنگ، گوپی چند، ۱۹۸۵ء: لغت نویسی کے مسائل، نئی دہلی، ماہنامہ کتاب نما، جامعہ نگر، جلد ۲۵، شمارہ ۹۔
۹۔ نور الحسن نیّر، مولوی، ۱۹۷۶ء: نور اللغات، عکسی طباعت، کراچی، نیشنل بک فاؤنڈیشن۔

قلمی نسخے:

امیر احمد مینائی: سرمۂ بصیرت، قلمی، مملوکہ جناب اسرائیل احمد مینائی، کراچی۔
امیر احمد مینائی: بہارِ ہند، قلمی، مملوکہ جناب اسرائیل احمد مینائی، کراچی۔
امیر احمد مینائی: فرہنگِ محاوراتِ اردو، قلمی، مملوکہ جناب اسرائیل احمد مینائی، کراچی۔